ٹیپوسلطان

FOR CONTACT WITH ME MAIL ME AT

zee.blackhawk@hotmail.com

ٹیپو سلطان

معاہدہ منگلور کی رو سے میسور اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی دوسری جنگ کا خاتمہ فوجی اور سیاسی لحاظ سے ٹیپو سلطان ٹیپو کی ایک بہت بڑی فتح تھی ۔انگریزوں نے میر نظام علی اور مرہٹوں کی اعانت کے بھروسے پر جنگ شروع کی تھی اور ابتدا میں ان کی کامیابیاں حوصلہ افزا تھیں ۔تاہم نظام اور مرہٹے جنگ کے نتائج کے متعلق پورا اطمینان حاصل کیے بغیر میدان میں کودنے کے لیے تیار نہ تھے ۔بڈنور کی فتح کے بعد انگریزوں کو یہ امید ہوگئی تھی کہ اب ان کے مذبذب حلیف مال غنیمت میں حصہ دار بننے کے لیے میسور پر اچانک یلغار کر دیں گے لیکن جنگ کے دوسرے دور میں میسور کا زخمی شیر اپنے فولادی پنجے انگریزوں کے سینے میں گاڑ چکا تھا اور وہ گدھ جنہیں گھرے ہوئے شکار پر جھپٹنے کی دعوت دی جا رہی تھی اپنے اپنے نشیمن سے ایک بدلی ہوئے صورت حالات کا مشاہدہ کر رہے تھے ۔

انگریزوں نے اس وقت صلح کا جھنڈا بلند کیا تھا جب منگلور میں ان کے محصور لشکر کو کسی فوری اعانت کی امید نہ تھی۔ سلطان کے توپ خانے کی بے پناہ گولہ باری کے باعث قلعے کی دیواریں ایک ایک کر کے منہدم ہو رہی تھیں۔ رسد اور بارود کے ذخیرے ختم ہو چکے تھے۔ انگریز قلعے کے باہر نگاہ دوڑاتے تو انہیں آگ کے شعلے اور دھوئیں کے بادل نظر آتے۔ وہ قلعے کے اندر دیکھتے تو انہیں زخموں، وبائی امراض اور بھوک سے دم توڑتے ہوئے ساتھیوں کی قابل رحم صورتیں دکھائی دیتیں۔ منگلور کی طرح وہ دوسرے محاذوں پر بھی بری طرح مار کھا رہے تھے۔ کڈلور میں ان کی بہترین فوج فرانسیسی لشکر کے ہاتھوں مکمل تباہی کا سامنا کر رہی تھی۔

جنوبی ہندوستان میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے جارحانہ عزائم کو ہمیشہ کے لیے خاک میں ملانے کا یہ بہترین موقع تھا لیکن اچانک یورپ سے یہ خبر پہنچی کہ برطانیہ اور فرانس کے درمیان صلح ہو گئی ہے اور وہ ہندوستان میں لڑائی بند کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔

فرانسیسی سپہ سالار نے یہ خبر سنتے ہی انگریزوں کے ساتھ جنگ بند کر دی۔ فرانس کے تعاون سے محروم ہو جانے کے باوجود سلطان ٹیپو کے پاس اتنی طاقت تھی کہ وہ انگریزوں پر ایک فیصلہ کن ضرب لگا سکتا تھا۔ لیکن جنگ جاری رکھنے کی صورت میں سلطان کو ایک طرف نظام اور مرہٹوں کے حملے کا اندیشہ تھا اور دوسری طرف اس کے لیے ان باجگزار راجوں اور پالیگاروں کی سرگرمیاں ایک خطرۂ عظیم بن چکی تھیں جنھوں نے انگریزوں، مرہٹوں اور میر نظام علی کی شہ پر بغاوت کے جھنڈے بلند کر دیے گئے تھے۔ اس کے علاوہ سلطان ٹیپو محض اولوالعزم سپاہی ہی نہ تھا بلکہ وہ ایک انتھک معمار بھی تھا۔ رعایا کی فلاح و ترقی کے ساتھ اس کی دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ وہ جنگ کے میدان میں بھی دریاؤں پر بند باندھنے، نہریں کھودنے، بنجر زمینیں آباد کرنے، سڑکیں تعمیر کرنے اور صنعت و حرفت کو ترقی دینے کے علاوہ عوام کی تعلیمی اور معاشرتی حالت کو سدھارنے کے عظیم منصوبے تیار کرتا تھا۔ میسور کے عوام کی خوشحالی کے متعلق اپنے سپنوں کی تعبیر کے لیے اسے امن کی ضرورت تھی۔ لیکن اس کے دشمن یہ

سمجھ چکے تھے کہ سلطان ٹیپو ان کے راستے کا آخری پتھر ہے اور اگر اسے امن کے چند سال مل گئے تو سلطنت خداداد ہندوستان کی عظیم ترین طاقت بن جائے گی۔ چنانچہ صلح نامہ منگلور کے بعد انگریزوں، مرہٹوں اور نظام کی یہ کوشش تھی کہ سلطان کو کسی نہ کسی محاذ پر مصروف رکھا جائے۔

جنگ سے فارغ ہوتے ہی سلطان کو سب سے پہلے نرگنڈ اور کورگ کی طرف توجہ دینی پڑی۔ یہ ریاستیں میسور کی بجگزار تھیں، لیکن گزشتہ جنگ سے فائدہ اٹھا کر وہاں کے راجے، سلطان کے خلاف بغاوت کر چکے تھے۔ سلطان نے مصالحت کے لیے نرگنڈ کے برہمن راجہ و نکٹ راؤ کے پاس اپنا ایلچی بھیجا لیکن وہ مرہٹوں کی شہ پا کر مصالحت کے لیے آمادہ نہ ہوا۔ سلطان نے مرہٹوں کو میسور کے اندرونی معاملات میں مداخلت سے باز رکھنے کے لیے ایک سفارت پونا روانہ کی لیکن نانا فرنویس ایک مدت سے میسور کے خلاف جنگی تیاریوں میں مصروف تھا اور پیشوا کے علاوہ قریباً تمام مرہٹے راجے اس کے قبضے میں تھے۔ اس لیے سلطان کی مصالحانہ کوششیں کامیاب نہ ہوئیں۔

سلطان نے مجبوراً برہان الدین کی قیادت میں ایک لشکر نرگنڈ کی طرف روانہ کر دیا۔ برہان الدین نے نرگنڈ سے چند

میل کے دور ونکٹ راؤ کو شکست دی اور اسے نرگنڈ کے قلعے میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ نانا فرنویس نے تیس ہزار سپاہی ونکٹ راؤ کی مدد کے لیے روانہ کر دیئے اور برہان الدین نے مرہٹوں کی پیش قدمی روکنے کے لیے نرگنڈ کے قلعے کا محاصرہ اٹھا لیا۔ برسات کا موسم شروع ہو چکا تھا اور راستوں کے نالوں اور دریاؤں میں طغیانیوں کے باعث مرہٹوں کے لیے اپنے بھاری ساز و سامان کے ساتھ آگے بڑھنا دشوار تھا۔ چنانچہ مرہٹہ فوج کا سپہ سالار پرس رام بھاؤ رام ڈرگ میں پڑاؤ ڈال کر برسات کے اختتام اور مزید فوج کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔

برہان الدین نے مرہٹوں کے حملے کا انتظار کرنے کی بجائے اچانک منولی کی طرف یلغار کر دی۔ مرہٹوں نے مجبوراً آگے بڑھ کر اس کا راستہ روکنے کی کوشش کی لیکن میسور کی فوج نے انہیں پے در پے شکستیں دینے کے بعد منولی اور رام ڈرگ پر قبضہ کر لیا۔

چند دنوں میں مرہٹہ لشکر پیہم شکستیں کھانے کے بعد دریائے کرشنا تک تمام علاقے خالی کر چکا تھا اور نرگنڈ کی طرف اس کے تمام راستے منقطع ہو چکے تھے۔

ان شاندار فتوحات کے بعد برہان الدین نے دوبارہ نرگنڈ کے قلعے کی طرف توجہ دی۔ ونکٹ راؤ نے چند دن مقابلہ کیا لیکن مرہٹوں کی پسپائی کے باعث اس کا حوصلہ ٹوٹ چکا تھا۔ چنانچہ اس نے ہتھیار ڈال دیئے۔ نرگنڈہ کا قلعہ فتح کرنے کے بعد برہان الدین نے ونکٹ راؤ کے دوسرے حلیف راجوں اور پالیگاروں پر چڑھائی کر دی اور کٹھور، دوواڈا، خانہ پور، ہوسکوٹ پادشاہ پور اور جمبوٹی کے قلعے فتح کر لیے۔ قریبا اسی زمانے میں سلطان کی فوج کا ایک اور سپہ سالار حیدر علی بیگ کورگ کے نائروں کی بغاوت فرد کرنے میں مصروف تھا۔ کورگ کی مہم جس قدر

اہم تھی اسی قدر مشکل تھی ۔یہ علاقہ مغربی گھاٹ کے ان پہاڑوں میں واقع ہے جہاں سال میں چھ مہینے لگا تار بارش ہوتی ہے' پہاڑوں کے دامن میں چشموں اور خوشنما جھیلوں کے علاوہ بانس' ساگوان' صندل اور دوسرے درختوں کے گھنے جنگل تھے ۔جن میں جگہ جگہ شیروں اور چیتوں کے علاوہ ہاتھیوں کے ریوڑ دکھائی دیتے تھے ۔کہیں کہیں وادیوں کے نشیب میں جنگلوں کی بجائے دھان کے کھیت اور پھل دار درختوں کے باغ نظر آتے تھے ۔

کورگ میں نائر قوم کے قد آور سڈول اور صحت مند باشندے تہذیب وتمدن کے الفاظ سے نا آشنا تھے ۔مردوں کی طرح عورتیں بھی نیم عریاں لباس میں رہتی تھیں ۔ہمسایہ اضلاع کے بہت کم لوگ کورگ کے دشوار گزار پہاڑوں اور جنگلوں کا رخ کرنے کی جرات کرتے تھے ۔

متمدن ہندوستان کے لیے اس علاقے کے باشندوں کی خوبصورتی، عریانی، اخلاقی بے راہ روی، وحشت اور بربریت کی داستانیں کوہ قاف کی پریوں اور جنوں کے قصوں سے مختلف نہ تھیں۔

میسور کی فوج نے ابتدا میں کورگ کے باغیوں کے خلاف چند کامیابیاں حاصل کیں لیکن دشوار گزار جنگلوں میں باغیوں کا پلہ بھاری ہونے لگا تو وہ اپنی خفیہ پناہ گاہوں سے نکل کر اچانک میسور کے لشکر کے عقب یا میمنہ اور میسرہ پر حملہ کرتے اور آن کی آن میں پہاڑوں اور جنگلوں میں روپوش ہو جاتے۔ حیدر علی بیگ اس خطرناک مہم کے لئے نااہل ثابت ہوا اور اس نے ایک گھنے جنگل میں دشمن کے پے در پے حملوں سے بدحواس ہو کر پسپائی اختیار کی۔

ان حالات میں سلطان ٹیپو کو بذات خود میدان میں آنا پڑا۔ نائروں نے قدم قدم پر ڈٹ کر مقابلہ کیا، لیکن سلطان کے سامنے ان کی پیش نہ گئی اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیے۔ سلطان نے زین العابدین مہدوی کو کورگ کا صوبیدار مقرر کیا اور خود سرنگاپٹم لوٹ آیا۔ اس عرصہ میں نانا فرنوس جسے نرگنڈ اور کورگ میں سلطان کی فتوحات نے بہت مضطرب کر دیا تھا ۔ سلطان کے خلاف مرہٹوں، نظام اور انگریزوں کا متحدہ محاذ بنانے کی کوشش میں مصروف تھا اور اس کی افواج دریائے کرشنا کے کنارے جمع ہو رہی تھیں۔

ایک دن فرحت بالا خانے کے ایک کمرے میں بیٹھی اپنی خادمہ سے باتیں کر رہی تھی۔ اچانک سیڑھیوں پر کسی کے بھاگنے کی آواز سنائی دی اور آن کی آن میں ایک سانولے رنگ کا لڑکا جس کی عمر بارہ سال کے لگ بھگ معلوم ہوتی تھی، کمرے میں داخل ہوا۔

خادمہ نے کہا: ''منور، تم کیسے نالائق ہو۔ بی بی جی نے تمھیں کتنی بار سیڑھیوں پر بھاگنے سے منع کیا ہے!''

منور نے خادمہ کو کوئی جواب دینے کی بجائے فرحت کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ''بی بی جی، آج ایک مہمان آئے ہیں۔ وہ کوئی بہت بڑے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ کریم خان نے ان کا گھوڑا اصطبل میں باندھ دیا ہے اور میں انہیں دیوان خانے میں بٹھا آیا ہوں۔ انہوں نے آتے ہی بھائی جان انور علی اور بھائی جان مراد علی کے متعلق پوچھا۔ میں نے جواب دیا کہ بھائی جان انور علی یہاں نہیں ہیں اور مراد

علی صاحب اس وقت مدرسے میں ہیں' اس کے بعد انہوں نے دلاور خان اور صابر
کے متعلق پوچھا۔ میں نے جواب دیا کہ صابر مر چکا ہے اور دلاور بھائی جان انور علی کے ساتھ گیا ہوا ہے۔ پھر انہوں نے پوچھا 'تم کون ہو؟ میں
نے جواب دیا کہ میں بی بی جی کا نوکر ہوں۔''

فرحت نے کہا: ''تم نے ان سے نام نہیں پوچھا؟''

''جی انہوں نے خود ہی کہا تھا کہ بی بی جی سے میرا سلام کہو اور انہیں یہ بتاؤ کہ میرا نام اکبر خان ہے۔''

فرحت کے لیے یہ خبر غیر معمولی تھی۔ وہ چند ثانیے بے حس و حرکت بیٹھی رہی اور پھر مضطرب سی ہو کر بولی:

www.magfunpk.com

”منور جاؤ انہیں اندر لے کر آؤ اور نیچے کے بڑے کمرے میں بٹھا دو۔“

منور بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکلا لیکن نصف سے زیادہ سیڑھیاں طے کرنے کے بعد وہ اچانک رُکا اور دبے پاؤں نیچے اترنے لگا۔ رہائشی مکان کی چاردیواری سے باہر نکل کر وہ دیوان خانے کے ایک کمرے میں داخل ہوا۔ اکبر خان کسی گہری سوچ میں سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس کی ٹھوڑی اور کنپٹیوں کے قریب ڈاڑھی کے کچھ بال سفید ہو چکے تھے لیکن چہرے پر ابھی تک جوانی کی دلکشی کے کچھ آثار باقی تھے۔ منور نے کہا۔ ”جناب بی بی جی آپ کو اندر بلاتی ہیں۔“

اکبر خان کچھ کہے بغیر اٹھا اور منور کے ساتھ چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رہائشی مکان کے ایک کشادہ کمرے میں داخل ہوئے اور منور نے کہا: ”جناب آپ تشریف رکھیں میں بی بی جی کو اطلاع دیتا ہوں۔“

www.magfunpk.com

منور باہر نکل گیا اور اکبر خان ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کمرے میں قالین کے اوپر شیروں اور چیتوں کی چند کھالیں بچھی ہوئی تھیں۔ ایک دیوار کے ساتھ کھونٹیوں پر چند تلواروں اور بندوقیں ٹنگی ہوئی تھیں۔ دوسری دیوار کے ساتھ آبنوس کی ایک خوب صورت تختی پر خنجر اور دو پستول پڑے ہوئے تھے۔ باقی دو دیواروں کے ساتھ کتابوں کی الماریاں تھیں اور یہ سب اس شخص کی یادگاریں تھیں جو اکبر خان کو تمام دنیا سے زیادہ عزیز تھا۔

معظم علی کے ساتھ رفاقت کے زمانے کے ان گنت واقعات ایک ایک کر کے اس کے سامنے آ رہے تھے۔ اس کی شہادت کی خبر سننے سے پہلے یہ بات کبھی اس کے ذہن میں نہیں آئی تھی کہ کسی دن وہ سرنگا پٹم جائے گا اور وہاں معظم علی نہیں ہوگا۔ تنہائی' بے بسی کے ایک کرب انگیز احساس کے تحت اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ کمرے میں کسی کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔ فرحت ایک سفید چادر اوڑھے اس کے سامنے کھڑی تھی۔ بھائی اکبر' السلام علیکم۔''

اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ اکبر جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سلام کا جواب دینے کی کوشش کی لیکن الفاظ اس کے حلق میں اٹک کر رہ گئے۔ اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ فرحت نے دروازے کے قریب ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا: ''اکبر بیٹھ جاؤ!''

www.maktabapk.com

وہ بیٹھ گیا۔ چند ثانیے وہ دونوں خاموش رہے۔ بالآخر اکبر خان نے گردن اٹھائی اور بھرائی ہوئی آواز میں کہا: ''بھابھی جان، قدرت کی اس سے زیادہ ستم ظریفی کیا ہو سکتی ہے کہ میں زندہ تھا اور دو سال تک مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ میرا عزیز ترین بھائی اور اس کے دو جوان بیٹے شہید ہو چکے ہیں۔ یہ محض ایک اتفاق تھا کہ پچھلے دنوں سرنگا پٹم کا ایک تاجر حیدر آباد گیا اور وہاں اس کی ملاقات بلقیس کے ماموں جان سے ہو گئی اور انہوں نے یہ خبر سنتے ہی مجھے خط لکھ دیا۔''

فرحت نے آبدیدہ ہو کر کہا: ''مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں اطلاع نہ دے سکی۔ مجھے ان کی شہادت کے بعد کئی ماہ تک اپنا ہی ہوش نہ تھا۔'' اکبر نے کہا: ''بھابھی جان، میں آپ سے شکایت نہیں کرتا۔ مجھے صرف اس بات کی ندامت ہے کہ میں آپ کے حالات سے اس قدر بے خبر

رہا۔ بھائی جان کے ساتھ میرا رشتہ ایسا تھا کہ ان کے پاؤں میں کانٹا چبھتا تو مجھے کوسوں دور رہ کر بھی اس کا درد محسوس کرنا چاہیے تھا۔ مجھے آپ کے نوکر نے بتایا ہے کہ انور علی یہاں نہیں، وہ کہاں گیا ہے؟''

''انور علی کسی مہم پر پانڈی چری گیا ہوا ہے۔''

''کیسی مہم؟''

''یہ مجھے معلوم نہیں، میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ وہاں اسے جو کام سونپا گیا ہے اس کے لیے کسی آدمی کی ضرورت تھی جو فرانسیسی زبان جانتا ہو اور انور علی نے فوجی مکتب کے ایک فرانسیسی استاد سے یہ زبان سیکھی تھی۔ تمھارا چھوٹا بھتیجا بھی فرانسیسی جانتا ہے۔'' مراد علی کب تک گھر آئے گا؟

www.magfunpk.com

''وہ اب آ ہی رہا ہوگا۔'' اکبر خان نے قدرے توقف کے بعد کہا۔ ''بھابھی جان صابر کب فوت ہوا؟'' فرحت نے جواب دیا۔ ''وہ انور علی کے ابا جان کی شہادت سے کوئی پانچ ماہ بعد وفات پا گیا تھا۔ بڑھاپے میں اس کے لیے یہ صدمہ ناقابل برداشت تھا۔ اسے اس بات کا یقین نہیں آتا تھا کہ وہ شہید ہو چکے ہیں۔ اس نے ان کی قبر دیکھنے کے لیے بڈنور جانے کی اجازت مانگی۔ ہم کچھ مدت اسے ٹالتے رہے۔ بالآخر میں نے اسے وہاں جانے کی اجازت دے دی جب وہ واپس آیا تو اس کی صحت بہت خراب ہو چکی تھی۔ کوئی پندرہ دن کے بعد ایک رات مجھے نوکر نے اطلاع دی کہ اس کی حالت بہت نازک ہے۔ میں نے جا کر دیکھا تو وہ بستر پر بے ہوش پڑا تھا۔ میں نے نوکر کو طبیب کے پاس بھیجا لیکن اس کے آنے سے پہلے وہ وفات پا چکا تھا۔ تم نے مجھے اپنے متعلق کچھ نہیں بتایا، بلقیس، شہباز اور تنویر کیسے ہیں؟''

''وہ سب ٹھیک ہیں۔ بلقیس آپ کو بہت یاد کرتی ہے۔ شہباز اب جوان ہو چکا ہے اور میں نے اپنے کئی فرائض اسے سونپ دیے ہیں۔ تنویر بھی اب چودہ سال کی ہو چکی ہے۔ میں نے اس کی منگنی اس کے خالو کے لڑکے ہاشم بیگ کے ساتھ کر دی ہے۔ اس کی چھوٹی بہن ثمینہ کی عمر نو سال ہے۔ میں اسے کہا کرتا تھا کہ شہباز کے علاوہ تمہارے چار بھائی اور ہیں اور وہ سرنگا پٹم میں رہتے ہیں۔ کبھی شہباز یا تنویر سے اس کا جھگڑا ہو جاتا تھا تو وہ یہ دھمکی دیا کرتی تھی کہ میں اپنے سرنگا پٹم والے بھائیوں کے پاس چلی جاؤں گی۔ نماز کے بعد وہ ہمیشہ صدیق، مسعود، انور اور مراد علی کے لیے دعائیں کیا کرتی تھی اور بار بار مجھ سے یہ گلہ کیا کرتی تھی کہ میں انہیں اپنے گھر کیوں نہیں بلاتا اور میں نے اس کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ جب شہباز یا تنویر کی شادی ہو گی تو میں ان سب کو بلاؤں گا۔ ان کے ساتھ تمہارے چچا اور چچی جان بھی آئیں گے'

بھائی جان کی شہادت کے متعلق شیخ فخر الدین کا خط ملنے سے پہلے وہ بڑی بے تابی کے ساتھ اپنی بہن اور بھائی کی شادی کے دن کا انتظار کیا کرتی تھی۔ اب جب میں اس طرف آ رہا تھا تو وہ میرے ساتھ آنے پر بضد تھی اور میں نے اسے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہاری چچی کو ساتھ لے کر آؤں گا۔'' فرحت نے کہا۔ ''کاش میں وہاں جا سکتی۔'' اکبر خان نے کہا۔

''راستے میں ایک دن عطیہ کے ہاں ٹھہرا تھا۔ وہ بھی آپ کو بہت یاد کر رہی تھی۔'' فرحت نے پوچھا۔ ''عطیہ کے بچوں کا کیا حال ہے؟''

اکبر خان نے جواب دیا۔ ''ہاشم بیگ کے سوا اس کی کوئی اولاد نہیں۔ وہ بڑا ذہین اور وضع نوجوان ہے۔ میرا خیال تھا کہ وہ دنیا میں کوئی اچھا کام کرے گا لیکن طاہر بیگ نے اسے اوہوئی کی فوج میں ملازم کروا دیا ہے۔'' کمرے سے باہر کسی کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی اور فرحت نے کہا ''مراد آ گیا۔'' مراد علی جو پندرہ سال کی عمر میں ہی پورا جوان معلوم ہوتا تھا' کمرے میں داخل ہو کر حیران سا ہو کر اکبر خان کی طرف دیکھنے لگا۔ فرحت نے کہا ''بیٹا تم نے انہیں سلام نہیں کیا یہ تمہارے چچا اکبر خان ہیں۔''

چچا جان السلام علیکم' مراد علی یہ کہہ کر آگے بڑھا۔ اکبر خان نے اٹھ کر اس کے ساتھ مصافحہ کیا اور پھر دونوں ایک دوسرے کے قریب بیٹھ گئے۔ فرحت نے کہا۔ ''بیٹا آج تم نے بہت دیر کر دی۔'' مراد علی نے جواب دیا۔ ''امی جان آج جب چھٹی ہونے والی تھی تو برہان الدین

اچانک مکتب کے معائنہ کے لیے آ گئے تھے۔اس کے لیے ہمیں کچھ دیر وہاں رکنا پڑا۔''

اکبر خان نے پوچھا ''مراد تمہاری تعلیم کب ختم ہو گی؟'' مراد علی نے جواب دیا۔''چچا جان میں قریباً تین ماہ کے بعد مکتب سے فارغ ہو جاؤں گا۔''

''اس کے بعد تم کیا کرو گے؟''

''اس کے بعد میرے لیے فوج میں شامل ہونے کے سوا کچھ اور کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔'' تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے مکتب کے ہر فارغ التحصیل نوجوان کے لیے فوج میں شامل ہونا ضروری ہے؟''

www.magfunpk.com

''ہاں چچا جان' فوجی درس گاہ کے قیام کا مقصد ہی یہ ہے کہ فوج کو تربیت یافتہ افسر مہیا کیے جائیں لیکن فوج میں شامل ہونے کے لیے ہر طالب علم کا فارغ التحصیل ہونا ضروری نہیں' اشد ضرورت کے وقت ہمیں تعلیم کے دوران بھی فوجی خدمات کے لیے بلایا جا سکتا ہے' بعض لڑکے تعلیم میں مجھ سے پیچھے تھے انہیں صرف اس لیے کمان مل گئی ہے کہ وہ عمر میں مجھ سے بڑے تھے۔ پچھلے دنوں ہمارے مکتب کے کئی طالب علم آخری امتحان سے پہلے ہی کورگ کے محاذ پر چلے گئے تھے۔ میں نے بھی ان کے ساتھ جانے کی کوشش کی تھی لیکن میری درخواست صرف اس لیے نامنظور ہوگئی تھی کہ میں عمر میں چھوٹا تھا۔''

اکبر خاں نے کہا۔ ''مراد فرض کرو اگر میں تمہیں یہ مشورہ دوں کہ تمہارے لیے ایک سپاہی بننے کی بجائے کوئی اور پیشہ اختیار کرنا بہتر ہے تو تم کیا جواب دو گے؟''

مراد علی مسکرایا ''میرے نزدیک سپاہی بننا پیشہ نہیں بلکہ قوم کی خدمت ہے۔ چچا جان! ابا جان کہا کرتے تھے کہ آپ پانی پت کے میدان میں ان کے ساتھ تھے میں آپ سے بہت کچھ پوچھنا چاہتا ہوں لیکن اس وقت مجھے تھوڑی دیر کے لیے باہر جانا ہے میں ابھی آجاؤں گا۔''

''تم کہاں جارہے ہو بیٹا؟'' فرحت نے پوچھا۔ ''امی جان میں نیزہ بازی کے لیے جارہا ہوں۔'' منور کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کہا۔ ''جناب کریم خان کہتا ہے کہ میں نے آپ کے گھوڑے پر زین ڈال دی ہے۔'' مراد علی اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ اکبر خان نے کہا۔ ''بھابھی جان میں آپ سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں..... برا نہ مانیے گا۔ آپ کا خاندان قوم کے لیے بڑی قربانیاں دے چکا ہے۔ اب قوم کو یہ حق نہیں کہ آپ سے مزید قربانیوں کا مطالبہ کرے۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ سرنگاپٹم میں آپ کے بچے محفوظ نہیں۔ آپ میرے

پاس چلیں، مجھے یقین ہے کہ میں انور اور مراد کے لیے کئی اور دلچسپیاں تلاش کر سکوں گا۔ وہاں ان کے لیے نہایت اچھی زمین حاصل کی جا سکتی ہے۔'' فرحت نے کہا۔ ''اکبر تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں اس وطن کو کیسے چھوڑ سکتی ہوں جس کی حفاظت کے لیے میرے شوہر اور بیٹوں نے اپنا خون پیش کیا تھا۔''

''لیکن بھابھی جان اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ آخر یہ جنگیں کب ختم ہوں گی۔ کل تک سلطان ٹیپو انگریزوں کے ساتھ برسرِ پیکار تھا اور آج وہ اندرونی بغاوتوں کا سامنا کر رہا ہے۔ اس کے بعد شاید نظام اور مرہٹے میدان میں نکل آئیں۔'' فرحت نے کہا۔ ''میں صرف اتنا جانتی ہوں کہ ہماری جنگ ایک مقصد کے لیے ہے۔ اس مقصد کے لیے جو تمہارے بھائی کو اپنی اور اپنے بیٹوں کی جان سے زیادہ عزیز تھا۔ میں یہ گوارا کر سکتی ہوں کہ میرے باقی دو بیٹے بھی اس مقصد پر قربان ہو جائیں لیکن یہ گوارا نہیں کروں گی کہ وہ زندہ رہنے کے لیے اس مقصد سے منحرف ہو جائیں۔''

اکبر خان نے لاجواب ہو کر کہا۔ ''کبھی میں بھی زندگی کے اعلےٰ ارفع مقاصد پر ایمان رکھتا تھا لیکن ایک مدت سے میں اس نعمت سے محروم ہو چکا ہوں۔ مجھے آپ کے سامنے ایسی گفتگو نہیں کرنی چاہیے تھی۔ ایک اندھا دوسروں کو راستہ نہیں دکھا سکتا۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔''

www.magrunpk.com

فرحت نے کہا۔ ''بھائی تمہاری کوئی بات مجھے رنجیدہ نہیں کر سکتی مجھے ان المناک واقعات کا علم ہے جس کے باعث تمہاری زندگی میں یہ انقلاب آیا تھا۔ تمہارے بھائی کو اس بات کا افسوس تھا کہ تمہارا راستہ ان سے الگ ہو گیا لیکن اپنی دعاؤں میں وہ ہمیشہ تمہیں یاد کیا کرتے تھے ۔وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اکبر خان نے زمانے میں جو انقلاب دیکھا ہے اس کے بعد اس کا زندگی کے ہنگاموں سے کنارہ کش ہو جانا میرے لیے غیر متوقع نہیں ہے۔''

اکبر خان نے کہا۔ ''بھابھی جان روہیل کھنڈ چھوڑنے کے بعد مجھے کبھی اس بات کا احساس نہیں ہوا کہ میں زندہ ہوں۔ میں نے جنگلوں کو کاٹ کر سرسبز باغات اور لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ میں علی الصباح گھوڑی پر سوار ہوتا ہوں اور سارا دن اپنی زمین کی دیکھ بھال

کرنے کے بعد گھر واپس آتا ہوں۔ میں نے برسوں کی محنت کے بعد اپنے گاؤں میں ایک عالیشان مکان تعمیر کیا ہے۔ میں نے اپنے ساتھ آنے والے پناہ گزینوں کی خوشحالی اور ترقی کے لیے بہت کچھ کیا ہے اور اب تک ان کی پانچ بستیاں آباد ہو چکی ہیں۔ وہ اس قدر آسودہ حال ہیں کہ اب انہیں روہیل کھنڈ کی یاد نہیں ستاتی۔ یہ ہی وہ مقصد تھا جس کے پیش نظر بھائی جان سے الگ راستہ اختیار کیا تھا۔ مجھے اپنی کارگزاری پر اطمینان ہونا چاہیے تھا۔ لیکن میں اسی طرح بے چین ہوں۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ میرے حصے کی تمام مسرتیں روہیل کھنڈ کی خاک میں دفن ہو چکی ہیں۔

مجھے ذرا ذرا سی بات پر غصہ آجاتا ہے۔ جو لوگ مجھ سے محبت کرتے تھے وہ اب مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ کبھی کبھی میں اپنا محاسبہ کرتا

ہوں اور یہ عہد کرتا ہوں کہ اب اپنے نوکروں یا قبیلے کے لوگوں پر سختی نہیں کروں گا۔ میں انتہائی غصے کی حالت میں بھی مسکرانے کی کوشش کیا کرتا ہوں۔ لیکن چند دن بعد میں سب کچھ بھول جاتا ہوں۔ کبھی کبھی میرے دل میں یہاں آنے کی خواہش پیدا ہوتی تھی اور میں یہ تصور کرتا تھا کہ بھائی جان میری آمد کی اطلاع پا کر مسکراتے ہوئے مکان کے کسی کمرے سے نمودار ہوں گے اور مجھے گلے لگا لیں گے۔ پھر میری دنیا کی خاموش فضائیں قہقہوں سے لبریز ہو جائیں گی۔

www.maghribpk.com

لیکن عمل کی دنیا میں میرے ان حسین سپنوں کی کوئی تعبیر نہ تھی۔ کاش میں وفات سے پہلے انہیں ایک بار دیکھ لیتا۔ آج میری بیچارگی اور بے بسی اس بچے سے کہیں زیادہ ہے جسے انہوں نے قید خانے کی تاریک کوٹھری میں زندگی کے نئے حوصلوں اور ولولوں سے آشنا کیا تھا۔ اب وہ چراغ جس کی کی روشنی نے کبھی میرے دل میں بھیانک تاریکیوں سے لڑنے کی جرات پیدا کی تھی۔ بجھ چکا ہے اور میں بھٹک رہا ہوں..... میں یہ سمجھ رہا تھا کہ اس ملک کے نااہل اور ظالم حکمرانوں سے میرا آخری امتحان یہ ہی ہوسکتا ہے کہ میں اپنی تلوار ہمیشہ کے لیے نیام میں ڈال لوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ میری بغاوت ان حکمرانوں سے زیادہ اس اکبر خاں کے خلاف ہے جس کا دل کبھی قوم کے ولولے سے لبریز تھا اور جو پانی پت کے میدان میں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرا سکتا تھا میں اس انسان کی امنگوں اور آرزوں کی لاش ہوں جس کی رگوں میں

خون کی بجائے بجلیاں دوڑتی تھیں۔

''بہن مجھے آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔''اکبر خان کی آنکھوں میں پھر ایک بار آنسو جمع ہورہے تھے۔فرحت نے کہا۔اکبر تمہیں یہ کہنے کی ضرورت نہیں' میری دعائیں ہر وقت تمہارے ساتھ ہیں۔منور کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کہا''بی بی جی مہمان کے لیے کھانا تیار ہے' لے آؤں؟''

''ہاں جلدی کرو؟''اکبر خان نے کہا''نہیں میں نے کھانا راستے میں کھالیا تھا۔آپ نے یونہی تکلیف کی۔''فرحت نے کہا۔''تھوڑا بہت کھالو!''۔ ''نہیں بھابھی جان میں تکلف نہیں کررہا۔میں واقعی کھاچکا ہوں' اب عصر کی نماز کا وقت ہورہا ہے میں ذرا مسجد سے ہو آؤں!''

www.magfunpk.com

''بہت اچھا۔ منور تم ان کے ساتھ جاؤ۔'' اکبر خان کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ فرحت کو اس کی چال میں کوئی غیر معمولی بات نظر آئی۔ وہ چلتے وقت ایک پاؤں پر ذرا زیادہ بوجھ ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ اس کی وجہ پوچھنا چاہتی تھی لیکن پیشتر اس کے کہ وہ کوئی بات کرتی اکبر خان کمرے سے باہر جا چکا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جب اکبر خان نماز پڑھ کر واپس آیا تو فرحت برآمدے میں ایک مونڈھے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ صحن عبور کرتے وقت اکبر خان اسی طرح لنگڑا رہا تھا۔ فرحت نے کہا۔ ''اکبر کیا بات ہے تمہارے پاؤں میں کوئی تکلیف ہے؟''

اکبر چند قدم سنبھل کر چلنے کے بعد برآمدے میں داخل ہوا اور ایک مونڈھے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ ''جی کچھ نہیں۔ گزشتہ سال ایک لڑائی میں میری ٹانگ پر گولی لگ گئی تھی۔ اب اگر میں کبھی زیادہ سواری کروں یا پیدل چلوں تو ٹانگ میں تکلیف ہو جاتی ہے۔''

''تمہاری لڑائی کس کے ساتھ ہوئی تھی؟''

www.magfunpk.com

''مرہٹہ لٹیروں کے ایک گروہ نے مجھ پر حملہ کر دیا تھا یہ حملہ اس قدر اچانک تھا کہ میرا زندہ بچ نکلنا ایک معجزہ تھا۔ اگر اس دن میری چھوٹی بچی ثمینہ نہ ہوتی تو آج آپ مجھے یہاں نہ دیکھتیں۔ روہیل کھنڈ سے ہجرت کے بعد میں نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو آباد کرنے کیلئے ادھونی کی سرحد پر ایک غیر آباد علاقہ حاصل کیا تھا۔ اس علاقے سے چند میل کے فاصلے پر ایک گھنا جنگل ہے اور اس جنگل سے آگے ایک چھوٹا سا دریا ہے جو ادھونی اور مرہٹہ سلطنت کے درمیان سرحد کا کام دیتا ہے ادھونی کی حکومت کی طرف سے ہمیں اس بات کی اجازت تھی کہ ہم جتنا جنگل چاہیں آباد کر سکتے ہیں۔ اس جنگل میں کہیں کہیں بھیل لوگ آباد تھے جو عام طور پر شکار پر گزارہ کیا کرتے تھے میں نے ان لوگوں میں کھیتی باڑی کا شوق پیدا کر کے انہیں کام پر لگا دیا اور چند سال میں جنگل کاٹ کر بہت سی زمین آباد کر لی۔ میرے قبیلے کے لوگوں کی بستیوں کے اردگرد

ان بھیل کسانوں کے گاؤں آباد ہو چکے تھے جو اب خوش حال انسانوں کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک دن سرحد پار سے مرہٹہ سردار کا ایلچی میرے پاس آیا اور اس نے مجھے یہ پیغام دیا کہ اگر آپ لوگ اس علاقے میں امن کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں ہر سال اپنی آمدنی کا چوتھائی ادا کرتے رہیں یہ مطالبہ میرے نزدیک ایک گالی تھا اور میں نے سردار کے ایلچی کو ڈانٹ ڈپٹ کر واپس کر دیا۔

''چند ماہ بعد مجھے پتہ چلا کہ مرہٹہ سردار کی دھمکیوں سے مرعوب ہو کر بعض کسان مجھ سے بالا بالا انہیں چوتھا دینے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ میں نے ایک دن علاقے کے تمام بھیل جمع کیے اور ان سے یہ وعدہ لیا کہ وہ مرہٹوں کو ایک کوڑی بھی ادا نہیں کریں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرہٹوں نے ایک رات دریا عبور کر کے ان لوگوں کی چند بستیاں لوٹ لیں اور چند مردوں اور عورتوں کو پکڑ کر اپنے ساتھ لے گئے میں نے ان

آدمیوں کو چھڑانے کے متعلق مرہٹہ سردار کے ساتھ بات چیت شروع کی تو اس نے ایک بھاری رقم کا مطالبہ کیا۔ بھیل اپنے مال مویشی بیچ کر یہ رقم دینے کو تیار ہو گئے لیکن میں نے ایک رات تین سو آدمیوں کے ساتھ دریا عبور کیا اور مرہٹہ سردار کے گاؤں پر حملہ کر دیا سردار ہمارے ہاتھ سے بچ کر نکل گیا اس کا چھوٹا بھائی لڑائی میں مارا گیا اور باقی دو بھائی' ایک بیٹا اور اس کے چند رشتے دار اور نوکر ہم نے زندہ گرفتار کر لیے۔ اس کے بعد مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی اور سردار نے اپنے آدمیوں کے بدلے ہمارے آدمی چھوڑ دیئے اس کے بعد کافی دیر امن رہا۔ تاہم میں نے کسی غیر متوقع حملے کے پیش نظر اپنے مزارعین کو مسلح کر دیا اور اب بھیل جنہیں عام طور پر بزدل خیال کیا جاتا تھا اچھے خاصے سپاہی بن چکے تھے کئی بار مرہٹہ سردار نے میرے پاس اپنے ایلچی بھیج کر اس بات پر احتجاج کیا کہ میں ان لوگوں کو مسلح کر کے اس علاقے کے لئے خطرہ پیدا کر رہا

ہوں لیکن میں ہمیشہ اسے یہی جواب دیا کرتا تھا کہ جب تک تمہاری طرف سے کوئی شرارت نہ ہوگی یہ لوگ تمہیں پریشان نہیں کریں گے۔

پچھلے سال میں نے اپنے گاؤں سے چند میل دور ایک نئی زمین آباد کرنے کیلئے جنگل کٹوانا شروع کیا۔ ایک صبح میں اور شہباز مزدوروں کے کام کی نگرانی کیلئے گھوڑوں پر سوار ہو کر گھر سے نکلے۔ گاؤں سے باہر ثمینہ بچوں کے ساتھ کھیل رہی تھی وہ ہمارا راستہ روک کر کھڑی ہو گئی اور ضد کرنے لگی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلو۔ ثمینہ کو سواری کا بہت شوق ہے اور کبھی کبھی جب کہیں نزدیک جانا ہوتا ہے تو میں اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا کرتا ہوں لیکن اس مرتبہ ہم دور جا رہے تھے اور میں نے اسے بہت سمجھایا کہ تم تھک جاؤ گی' ایسے موقعوں پر آنسو اس کا سب سے خطرناک حربہ ثابت ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ شہباز نے اسے اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا۔

شام سے کچھ دیر پہلے ہم اپنے کام سے فارغ ہو کر واپس آ رہے تھے۔ اچانک تھوڑی دوری پر گھنے درختوں کی اوٹ سے ہم پر یکے بعد دیگرے چند فائر ہوئے۔ میرا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا اور اس کے ساتھ ہی ایک گولی میری ٹانگ میں لگی۔ میں اپنی بندوق سنبھال کر پاس ہی ایک گرے ہوئے درخت کی آڑ میں لیٹ گیا۔ شہباز مجھ سے چند قدم آگے تھا۔ اس نے فوراً گھوڑا روکا اور ثمینہ سمیت نیچے کود پڑا ثمینہ اس کا اشارہ پا کر ایک جھاڑی کی اوٹ میں لیٹ گئی اور وہ بھاگ کر میرے قریب آ گیا۔ حملہ آور سامنے گھنے درختوں میں چھپے ہوئے تھے اور مجھے یقین تھا کہ وہ اچانک باہر نکل کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ اچانک ہمیں عقب میں گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو ثمینہ گھوڑے کی زین کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی اور وہ پوری رفتار سے بھاگ رہا تھا۔

میرے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی ثمینہ گھر میں ایک چھوٹے سے ٹٹو پر سواری کیا کرتی تھی، لیکن اس کا گھوڑے پر سوار ہونا اور اسے
اس طرح سے بھگانا میرے نزدیک ایک معجزہ تھا۔ ہمیں زیادہ دیر ثمینہ کے متعلق سوچنے کا موقع نہ ملا۔ درختوں کے جھنڈ سے اچانک گولیوں کی
بارش ہونے لگی اور ہم نے جوابی فائر شروع کر دیئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد دشمن کی بندوقیں خاموش ہو گئیں اور کسی نے بلند آواز میں کہا ''اکبر خان
اب لڑائی بے سود ہے۔ اب تم بچ کر نہیں جا سکتے، لیکن اگر تم ہتھیار پھینک دو تو ہم تمہاری جان بچانے کا وعدہ کرتے ہیں۔''

میں نے کوئی جواب نہ دیا اور دشمن نے دوبارہ گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ مجھے اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ دشمن دن کی روشنی میں درختوں کی آڑ سے باہر نکل کر ہم پر حملہ نہیں کریں گے۔ لیکن شام کی تاریکی سے وہ پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ ثمینہ کے متعلق میرا یہی خیال تھا کہ وہ شاید خوفزدہ ہو کر وہاں سے بھاگ گئی ہے' لیکن میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ غروب آفتاب کے وقت میں نے شہباز سے کہا کہ تھوڑی دیر بعد تاریکی چھا جائے گی اور تمہیں اس سے فائدہ اٹھا کر یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ میں دشمن کو اپنی طرف متوجہ رکھوں گا لیکن وہ ایسا مشورہ سننے کے لئے تیار نہ تھا۔ پھر جب تاریکی چھا رہی تھی اور ہم یہ محسوس کر رہے تھے کہ دشمن اچانک درختوں کی آڑ سے نکل کر ہم پر حملہ کر دے گا تو ہمیں دور سے گھوڑوں کی ٹاپ سنائی دی اور تھوڑی دیر میں ایک بستی کے اٹھارہ جوان ہماری مدد کو پہنچ گئے۔

www.magfunpk.com

ثمینہ کا کارنامہ تھا۔ وہ ڈر کر نہیں بھاگی تھی۔ خدا معلوم اس کے دماغ میں یہ بات کیسے آ گئی کہ ہم زیادہ دیر دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے وہ قریب ترین بستی کے لوگوں کو خبردار کرنا چاہتی تھی لیکن راستے کی پہلی بستی میں وہ گھوڑا روک نہ سکی اور جب دوسری بستی آئی تو وہ سرکش گھوڑے کو روکنے کی بجائے دھان کے ایک کھیت میں کود پڑی اور اتنی دہائی مچائی کی آن کی آن میں سارا گاؤں اس کے گرد جمع ہو گیا۔ بھابھی جان وہ عجیب لڑکی ہے تنویر کی یہ حالت ہے کہ وہ چھپکلی سے ڈرتی ہے اور ثمینہ نے سات سال کی عمر میں کوئی دو گز لمبا سانپ مار ڈالا تھا۔ فرحت نے کہا ''اچھا ان حملہ کرنے والوں کا پھر کیا بنا؟''

وہ سواروں کو دیکھتے ہی بھاگے ہم نے ان کا تعاقب کر کے دو آدمیوں کو مار ڈالا اور ایک کو زندہ گرفتار کر لیا۔ اس کی زبانی ہمیں معلوم ہوا

کہ یہ آدمی جن کی تعداد آٹھ تھی سرحد پار سے مرہٹہ سردار نے مجھے قتل کرنے کیلئے بھیجے تھے۔فرحت نے پوچھا ''اور اب اس کے ساتھ تمہارے تعلقات کیسے ہیں؟''

''اس کے بعد کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا اور اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ ادھونی کی حکومت کے احتجاج پر پونا کی حکومت نے مرہٹہ سردار سے سخت بازپرس کی تھی۔'' تیسرے روز فرحت صبح کی نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہی تھی مراد علی کمرے میں داخل ہوا اور کچھ دیر اس کے پاس کھڑا رہا۔فرحت دعا سے فارغ ہو کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔مراد علی نے کہا۔''امی جان چچا اکبر خان سفر کے لئے تیار ہیں اور آپ سے رخصت چاہتے ہیں۔''

''اچھا انہیں اندر لے آؤ۔'' مراد علی واپس چلا گیا اور فرحت کمرے سے نکل کر صحن میں آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد اکبر خان اور مراد علی صحن میں داخل ہوئے۔ اکبر خان نے کہا۔ ''اب مجھے اجازت دیجئے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں انور سے نہیں مل سکا۔ آپ مراد اور انور کو کسی دن میرے پاس بھیجنے کا وعدہ نہ بھولیں۔''

فرحت نے کہا ''اگر حالات نے اجازت دی تو میں انہیں ضرور بھیجوں گی؟ اکبر خان نے گھٹی آواز میں خدا حافظ کہا اور مراد علی کے ساتھ چل پڑا۔ فرحت بے حس و حرکت کھڑی زندگی کی رنگینیوں کا تصور کر رہی تھی جو ماضی کے دھندلکوں میں روپوش ہو چکی تھیں۔ اپنے شوہر کے ساتھ اکبر خان کی رفاقت کا زمانہ اسے ایک خواب معلوم ہوتا تھا۔

www.pagfunpk.com

باہر دیوان خانے کے سامنے کریم خان' اکبر خان کے گھوڑے کی باگ تھامے کھڑا تھا مراد کے اشارے سے وہ ان کے پیچھے چل دیا۔ ڈیوڑھی سے نکل کر تھوڑی دیر سڑک پر چلنے کے بعد اکبر خان رکا اور اس نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''مراد اب تمہیں آگے جانے کی ضرورت نہیں۔ خدا حافظ!'' مراد علی نے اس کے ساتھ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ ''چچا جان' شہباز اور چچی جان کو میرا سلام کہیے گا۔''

''بہت اچھا!'' اکبر خان نے یہ کہہ کر نوکر کے ہاتھ سے باگ پکڑی اور گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ ''چچا جان!'' مراد علی نے جھجکتے ہوئے کہا ''بہن تنویر اور ثمینہ کو بھی میرا اسلام کہیے'' اکبر خان نے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے کہا۔ ''بہت اچھا! خدا حافظ۔''

www.magfunpk.com

''خدا حافظ چچا جان!'' گھوڑا چند چھلانگیں لگانے کے بعد پاس ہی سڑک پر اوجھل ہوگیا اور مراد علی کریم خان کے ساتھ واپس چل دیا۔ جب وہ ڈیوڑھی کے قریب پہنچے تو منور پوری رفتار سے بھاگتا ہوا باہر نکلا اور اس نے ہانپتے ہوئے پوچھا۔ ''بھائی جان مہمان چلے گئے؟'' مراد علی نے جواب دیا۔ ''ہاں! لیکن تم اس قدر بدحواس کیوں ہو؟'' منور نے شکایت کے لہجے میں کہا ''بھائی جان! کریم بخش ہمیشہ میرے ساتھ دشمنی کرتا ہے' اس نے وعدہ کیا تھا کہ میں تمہیں جگادوں گا۔''

کریم خان نے کہا ''ارے میں نے تمہیں آواز دی تھی لیکن تم گدھے کی طرح خراٹے لے رہے تھے۔'' منور نے فریادی ہو کر کہا۔ ''بھائی جان یہ جھوٹ کہتا ہے' میں کبھی خراٹے نہیں لیتا۔'' مراد علی نے کہا ''اچھا یہ بتاؤ مہمان کے ساتھ تمہارا کیا کام تھا؟''

www.magfunpk.com

''جی میں انہیں سلام کرتا۔ دیکھیے کل انہوں نے مجھے ایک مہر دی تھی ۔ یہ خالص سونے کی ہے۔ میں نے بی بی جی کو بھی دکھائی تھی۔ کریم بخش مجھ سے جلتا تھا اس لیے اس نے مجھے نہیں جگایا۔''

منور نے جیب سے اشرفی نکال کر انور علی کو دکھائی۔ کریم خان نے جلدی سے اپنی جیب میں ایک ہاتھ ڈالا اور دو اشرفیاں نکال کر منور کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ ''ابے مجھے جلنے کی کیا ضرورت تھی۔ خان صاحب تم سے پہلے مجھے دو مہریں دے چکے تھے اور چوکیدار کو بھی ایک مہر دے گئے ہیں۔'' نور نے منہ بسور کر اپنی اشرفی جیب میں ڈالی اور مراد علی ہنستا ہوا ڈیوڑھی میں داخل ہو گیا۔

www.megfunpk.com

ایک دوپہر پانڈی چری کی بندرگاہ پر لوگوں کا ہجوم ایک فرانسیسی جہاز سے اترنے والے مسافروں کا خیر مقدم کر رہا تھا جہاز کے ملاح اور بندرگاہ کے مزدور سامان اتارنے میں مصروف تھے اور چند سپاہی تماشائیوں کو بندرگاہ کے احاطے سے دور رکھنے کی کوشش کر رہے تھے جہاز کا کپتان ایک طرف کھڑا چند فرانسیسی حکام اور فوجی افسروں سے باتیں کر رہا تھا اور اس کے پاس ہی ایک سائبان کے نیچے ایک محرر میز لگائے بیٹھا تھا اور اس کے سامنے چند حبشی اور یورپین، جن میں سے بعض کے لباس غربت اور افلاس کے آئینہ دار تھے۔ ایک نصف دائرہ میں کھڑے تھے۔ محرر کی کرسی کے دائیں اور بائیں دو نوجوان جو اپنے لباس سے پانڈی چری کی بجائے میسور کی فوج کے سپاہی معلوم ہوتے تھے، کھڑے تھے۔ ایک دراز قامت اور خوش وضع نوجوان تماشائیوں کے ہجوم میں سے اپنا راستہ صاف کرتا ہوا آگے بڑھا اور محرر اسے دیکھتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

نوجوان نے ایک ثانیہ کے لیے سائباں میں جمع ہونے والے آدمیوں کی طرف دیکھا اور پھر محرر کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا۔ اس جہاز پر صرف یہی آدمی آئے ہیں؟''

''جی ہاں! جہاز کے کپتان نے مجھے بتایا ہے کہ اگلے مہینے مریشس سے دوسرا جہاز آئے گا۔ ان گیارہ آدمیوں میں سے پانچ یورپین اور باقی افریقی ہیں۔ خدا معلوم جہاز کا کپتان انہیں کہاں سے پکڑ لایا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی فوجی تجربہ نہیں رکھتا۔''

www.magfunpk.com

نوجوان ان آدمیوں کی طرف متوجہ ہوااور فرانسیسی زبان میں بولا ''ہمیں میسور کی فوج کیلئے بہترین آدمی درکار ہیں' میں تمہاری حوصلہ شکنی نہیں کرنا چاہتا لیکن تم میں سے کسی کو اگر یہ غلط فہمی ہے کہ میسور کی فوج بے کار لوگوں کی جائے پناہ ہے تو یہ غلط فہمی ابھی سے دور ہو جانی چاہئے' میسور کی فوج میں شامل ہونے سے پہلے تمہیں ابتدائی تربیت کے انتہائی صبر آزما مراحل سے گزرنا پڑے گا۔تم میں سے جو ہمارے معیار پر پورا اترے گا اس کیلئے ترقی اور عزت کے راستے کھلے ہوں گے ۔تم میسور کے حکمران کو ہر اچھے سپاہی کا بہترین قدردان پاؤ گے۔ابتدائی تربیت کیلئے تمہیں چند ہفتے یہاں رہنا پڑے گا۔اس کے بعد جو لوگ فوجی خدمت کے قابل سمجھے جائیں گے انہیں میسور بھیج دیا جائے گا اور باقی کو ایک ماہ کی زائد تنخواہ دے کر واپس کر دیا جائیگا۔''

پیچھے سے کسی کی آواز سنائی دی ''مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ آپ کی بہترین توقعات پوری کر سکیں گے۔ یہ سیر و تفریح کیلئے نہیں بلکہ اپنے لیے ایک نئی زندگی کی تلاش میں آئے ہیں۔'' نوجوان نے مڑ کر دیکھا تو اس کے پیچھے جہاز کا عمر رسیدہ کپتان اور چند فرانسیسی افسر کھڑے تھے۔

''موسیو فرانسسک! نوجوان نے مصافحے کیلئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ کپتان فرانسسک نے گرم جوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔'' انور علی مجھے تمہاری توقع نہ تھی۔ تم کب سے یہاں ہو؟''

ایک فرانسیسی افسر نے کہا'' آپ ایک دوسرے کو کب سے جانتے ہیں؟'' انور علی جواب دیا'' کپتان فرانسسک سرنگا پٹم کی فوجی درسگاہ میں ہمارے استاد رہ چکے ہیں۔ میں نے فرانسیسی زبان انھی سے سیکھی تھی۔'' کپتان فرانسسک نے پوچھا۔'' آپ کے والد اور بھائیوں

کا کیا حال ہے؟'' انور علی نے مغموم لہجے میں جواب دیا ''بھائی صدیق، مسعود اور ابا جان بڈنور کی جنگوں میں شہید ہو گئے تھے۔ مراد سرنگا پٹم میں تعلیم پا رہا ہے۔''

''مجھے افسوس ہے'' کپتان فرانسسک نے مغموم لہجے میں کہا ''معظم علی میرے بہترین دوست تھے۔'' انور علی نے قدرے توقف کے بعد کہا ''آپ پانڈی چری میں کتنے دن قیام کریں گے؟'' ''میں یہاں تین دن سے زیادہ نہیں ٹھہروں گا۔ مجھے آپ سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ آپ کا قیام کس جگہ ہے؟''

www.maafunpk.com

انور علی بندرگاہ سے کوئی ڈیڑھ سو قدم دور چند خیموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ''وہ میرا کیمپ ہے' اگر آپ رات کا کھانا میرے ساتھ کھائیں تو مجھے خوشی ہوگی۔'' ایک فوجی افسر نے کہا۔ ''کھانے پر یہ نہیں آسکیں گے۔ آج رات گورنر کے ہاں دعوت ہے۔'' فرانسسک نے کہا ''اگر آپ سو نہ گئے تو گورنر کی دعوت سے فارغ ہوتے ہی میں آپ سے ملنے کی کوشش کروں گا۔'' انور علی مسکرایا ''میرے سو جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ ضرور تشریف لائیے۔'' ''میں ضرور آؤں گا۔ مجھے آپ کے ساتھ ایک ضروری کام بھی ہے۔''

رات کے گیارہ بجے انور کپتان فرانسسک کی آمد سے مایوس ہو کر سونے کا ارادہ کر رہا تھا کہ دلاور خان خیمے میں داخل ہوا اور اس نے کہا ''جناب کپتان صاحب آ گئے ہیں۔'' انور علی اپنی کرسی سے اٹھا اور خیمے سے باہر نکل آیا۔ کپتان فرانسسک ایک اور آدمی کے ساتھ باہر کھڑا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر انور علی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا ''میرا خیال تھا کہ آپ سو گئے ہوں گے۔ گورنر کی دعوت پر مجھے چند پرانے دوست مل گئے تھے اور ان کے ساتھ باتوں میں بہت دیر لگ گئی۔ پھر آپ کے پاس آنے سے پہلے میرا اپنے جہاز پر جانا بھی ضروری ہے۔''

انور علی نے کہا میں یہ سوچ رہا تھا کہ شاید آپ اس وقت نہ آئیں۔ چلیے اندر بیٹھتے ہیں۔'' کپتان فرانسسک انور علی کے ساتھ خیمے میں داخل ہوا لیکن اس کا ساتھی تذبذب کی حالت میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔ فرانسسک نے مڑ کر باہر جھانکتے ہوئے کہا ''لیگر انڈ! آؤ تم باہر کیوں کھڑے ہو؟''

کپتان کا ساتھی خیمے کے اندر داخل ہوا وہ کوئی بیس سال کا دبلا پتلا نوجوان تھا۔ اس کے خدوخال میں ایک غیر معمولی جاذبیت تھی۔ تاہم اس کی جھکی ہوئی گردن اور مغموم اداس اور ملتجی نگاہیں کسی جسمانی اور ذہنی اذیت کا پتہ دے رہی تھیں۔ فرانسسک نے انور علی کے قریب ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا ''بیٹا بیٹھ جاؤ' تمہارے لیے یہ خیمہ میرے جہاز سے زیادہ محفوظ ہے۔''

www.magfunpk.com

پھر وہ انور علی کی طرف متوجہ ہوا پانڈی چری پہنچ کر میرے لئے سب سے بڑا مسئلہ اس نوجوان کیلئے جائے پناہ تلاش کرنا تھا۔''

انور علی نے کہا۔ ''اگر کوئی خطرہ ہے تو میں انہیں اسی وقت سرنگا پٹم بھیجنے کا انتظام کر سکتا ہوں۔'' فرانسسک نے کہا ''اگر اسے صرف سرنگا پٹم بھیجنے کا سوال ہوتا تو میرے لیے کوئی پریشانی کی بات نہ تھی لیکن بعض وجوہات کے باعث اسے کچھ عرصہ یہاں رہنا پڑے گا۔ پہلے میں نے یہ سوچا تھا کہ اسے اپنے کسی فرانسیسی دوست کے پاس چھوڑ دوں گا۔ پانڈی چری کی فوج کے کئی افسر ایسے ہیں جن کے ساتھ میرے ذاتی تعلقات ہیں لیکن پیرس کی پولیس اسے تلاش کر رہی ہے اور کوئی فرانسیسی اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالے بغیر اس کی حفاظت کا ذمہ نہیں لے سکے گا۔''

اسے ایک لڑکی کے انتظار کیلئے یہاں ٹھہرنا پڑے گا اور جب وہ یہاں پہنچ جائے گی تو یہ اس کے ساتھ میسور چلا جائے گا۔ یہ کچھ عرصہ

پیرس کے فوجی مدرسہ میں تعلیم حاصل کر چکا اور مجھے یقین ہے کہ اس کے لئے سلطان ٹیپو کی فوج کے یورپین دستے میں کوئی معقول عہدہ حاصل کرنا مشکل نہ ہوگا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس وقت آپ اسے اپنے ایک نجی ملازم کی حیثیت سے یہاں رکھیں۔

یہ ایک اچھے خاندان سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا باپ میرا دوست تھا کہیں آپ یہ خیال نہ کریں کہ میں کسی عادی مجرم کو آپ کی پناہ میں دینا چاہتا ہوں۔ میری نظر میں یہ بالکل بے گناہ ہے اور جو واقعات اسے پیش آئے ہیں وہ فرانس میں ہر شریف آدمی کو پیش آ سکتے ہیں۔ انور علی نے کہا ''میرے لیے یہی کافی ہے کہ آپ انہیں میری امانت کا مستحق سمجھتے ہیں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آخری دم تک ان کی حفاظت کروں گا اور یہ ایک ملازم کی حیثیت میں نہیں بلکہ ایک دوست کی حیثیت میں میرے پاس رہیں گے۔''

www.magicapk.com

فرانسسک نے نوجوان کی طرف دیکھا اور کہا ''بظاہر اس بات کا کوئی امکان نہیں کی پیرس کی پولیس تمہیں یہاں تک تلاش کرے گی۔ لیکن پھر بھی تمہیں بہت محتاط رہنا چاہئے۔ یہاں اپنے کسی ہم وطن کے ساتھ میل جول رکھنا تمہارے لیے مفید نہ ہوگا۔ تمہیں ہر وقت یہی محسوس کرنا چاہئے کہ اس خیمے سے باہر تمہارے لیے ہر جگہ غیر محفوظ ہے اور اس کے بعد میسور پہنچ کر بھی تمہارے لیے یہی بہتر ہوگا کہ تم اپنا نام کسی پر ظاہر نہ کرو۔''

انور علی نے کہا ''انہیں یہاں کے کسی آدمی نے آپ کے ساتھ آتے ہوئے تو نہیں دیکھا؟''

www.niazfunpk.com

''نہیں' یہاں پہنچ کر میں نے اسے جہاز سے باہر جھانکنے کی اجازت نہیں دی اور اب بھی بندرگاہ کے جن پہرے داروں نے اسے میرے ساتھ آتے دیکھا ہے وہ یہی سمجھے ہوں گے کہ یہ میرے ملاحوں میں سے ایک ہے' راستے میں جہاز کے مسافروں کو بھی اس کے متعلق یہی معلوم تھا کہ یہ جہاز کے عملہ سے تعلق رکھتا ہے خدا کا شکر ہے کہ بندرگاہ پر آپ سے ملاقات ہوگئی ورنہ میں اس کے متعلق کافی پریشان تھا۔''

انور علی نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا ''دیکھیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں' میں آپ کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہوں'' نوجوان نے ایک مغموم مسکراہٹ کے ساتھ انور علی کی طرف دیکھا اور کہا ''مجھے صرف اس بات کا افسوس ہے کہ میری وجہ سے آپ کو تکلیف ہوگی۔'' کپتان فرانسسک نے کہا ''اب میں میسور کے متعلق آپ سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں آج گورنر کی دعوت پر قریباً تمام وقت کورگ اور زگنڈ میں

سلطان ٹیپو فتوحات ہماری گفتگو کا موضوع بنی رہیں اور میں بڑی شدت کے ساتھ یہ محسوس کرتا رہا کہ مجھے کسی قیمت پر میسور کی ملازمت چھوڑنی نہیں چاہئے تھی مجھے ماریشس پہنچ کر حیدر علی کی وفات کی اطلاع ملی تھی اور میں فرانس جانے کی بجائے واپس آنا چاہتا تھا لیکن ماریشس میں ایک طویل علالت کے باعث میری یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ علالت کے ایام میں میری تمام دلچسپیاں میسور کی تازہ اطلاعات معلوم کرنے تک محدود تھیں اور میں یوں محسوس کرتا تھا کہ میسور میرا وطن ہے۔ میسور کی عزت اور آزادی میری عزت اور آزادی ہے۔ میں میسور کی فوج کی ہر شکست کو اپنی شکست اور ہر فتح کو اپنی فتح سمجھتا تھا۔ پھر جب میں مارسیلز پہنچا تو وہاں ہر مجلس میں ٹیپو کی فتوحات کے چرچے ہو رہے تھے جن لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ میں میسور کی حکومت کا ملازم رہ چکا ہوں وہ مجھ سے عجیب و غریب سوالات کرتے تھے۔''

ٹیپو کیسا ہے؟.....اس کی عمر کیا ہے؟.....اس کے چہرے خدوخال کیسے ہیں؟.....تم نے کبھی اسے قریب سے دیکھا ہے؟.....کبھی اس کے ساتھ بات کی ہے؟.....اور جب میں یہ کہتا تھا کہ میں ٹیپو کو اس وقت سے جانتا ہوں جب انہوں نے میسور کی فوج میں اپنا پہلا عہدہ سنبھالا تھا اور میں ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہوں جنہیں ہر مہینے دو چار مرتبہ ان سے مصافحہ کرنے اور ہمکلام ہونے کا موقع ملتا تھا اور وہ مجھ سے فرانس کی تاریخ اور فرانس کے جغرافیہ کے متعلق بے شمار سوال پوچھا کیا کرتے تھے۔ تو سننے والوں کو میری باتوں کا یقین نہ آتا تھا۔ مجھے بہت جلد واپس جانا ہے ورنہ میں سلطان کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا۔ آج گورنر کے ساتھ گفتگو کے دوران میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ مرہٹے اور نظام میسور کے خلاف متحد ہو رہے ہیں اور اگر سلطان ان کے ساتھ الجھ گیا تو انگریز بھی میدان میں آ جائیں گے۔ اس صورت میں سلطان کو کئی

محاذوں پر لڑنا پڑے گا۔ مجھے یقین ہے کہ صلح نامہ منگلور کے بعد بھی میسور کے خلاف انگریزوں کے جارحانہ عزائم میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ اپنی سابقہ شکستوں کا انتقام لینے کے لیے صرف موزوں وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔''

انور علی نے کہا ''لیکن اب بھی فرانس اگر حقیقت پسندی کا ثبوت دے تو سابقہ غلطیوں کی تلافی ہو سکتی ہے۔'' فرانسسک نے جواب دیا ''کاش آپ کو فرانس کے حالات کا صحیح علم ہوتا۔ انگریزوں کے ساتھ ہماری صلح کی وجہ یہ نہ تھی کہ ہم ان کی امن پسندی کے قائل ہو گئے تھے بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم اپنی کمزوریوں پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے۔ آج فرانس کے اندرونی حالات اس قابل نہیں کہ وہ اپنی خارجہ سیاست کے میدان میں کوئی حقیقت پسندانہ قدم اٹھا سکے۔ اگر میں سلطان ٹیپو کی خدمت میں حاضر ہو سکتا تو میں غیر مبہم الفاظ میں اپنی موجودہ حکومت کی ان

کمزوریوں کا اعتراف کرتا جن کے باعث ہم اپنے حلیفوں کو کوئی مدد نہیں سکتے۔ فرانس کا ہر باشعور آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ مشرق میں صرف میسور ایک ایسی قوت ہے جو انگریزوں کی جارحیت کا مقابلہ کر سکتی ہے لیکن کاش ایسے لوگوں کی آواز ہمارے حکمرانوں کو متاثر کر سکتی! میں موجودہ حالات میں فرانس کے مستقبل سے مایوس ہو چکا ہوں لیکن میسور کے مستقبل سے مایوس نہیں ہوا۔ میرے ہم خیال لوگ اپنی بساط کے مطابق اس بات کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں کہ فرانس ہندوستان میں سلطان ٹیپو کا پورا پورا ساتھ دے لیکن کاش وہاں بھی کوئی حیدر علی یا ٹیپو ہوتا!''

انور علی مسکرایا ''آپ کو مایوس نہیں ہونا چاہئے ایک بڑا آدمی ایک بڑی احتیاج کی پیداوار ہوتا ہے۔''

کپتان فرانسسک کچھ دیر سر جھکائے سوچتا رہا۔ بالآخر اس نے کہا ''خدا کرے کہ فرانس کو سلطان ٹیپو جیسا رہنما مل جائے اور جب میں دوسری بار یہاں آؤں تو آپ کو یہ خوشخبری دے سکوں کہ میرے پیچھے ایک عظیم ترین جنگی بیڑ آ رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں چند بیکار آدمی اپنے ساتھ لایا ہوں۔ آپ کو یقیناً مایوسی ہوئی ہوگی۔'' انور علی نے جواب دیا ''میں سلطان ٹیپو کا سپاہی ہوں اور مایوسی میرے نزدیک ایک گناہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم ان آدمیوں کو کارآمد بنا سکیں گے۔''

''لیکن میں حیران ہوں کہ اس کے کام کیلئے آپ کو کیوں منتخب کیا گیا ہے آپ کو کوئی اہم ذمہ داری سونپی جانی چاہئے تھی اور پھر آپ کے لیے پانڈی چری کی بجائے مغربی ساحل کی کسی بندرگاہ سے اسلحہ اور سپاہی حاصل کرنا آسان ہے۔''

www.magfunpk.com

''ہم باہر سے جو اسلحہ منگواتے ہیں وہ تو عام طور پر منگلور کی بندرگاہ پر ہی اترتا ہے میں درحقیقت پانڈی چری میں اپنی حکومت کی نمائندگی کر رہا ہوں یہاں پہنچ کر مجھے چند ایسے یورپین مل گئے جو روزگار کی تلاش میں بھٹک رہے تھے اور میں نے انہیں چند دن فوجی تربیت دے کر میسور بھیج دیا۔ اس کے بعد مجھے حکم آیا کہ میں باقاعدہ بھرتی کا ایک دفتر کھول دوں اور میں اس بات پر خوش ہوں کہ مجھے بیکاری کے دن گزارنے کے لئے ایک مشغلہ مل گیا ہے مجھے کورگ کے محاذ سے یہاں بھیجا گیا تھا اور ذاتی طور پر میں اس بات پر خوش نہ تھا لیکن میرے یہاں بھیجے جانے کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ میں فرانسیسی زبان جانتا ہوں اور دوسری یہ کہ کورگ کی چند جنگوں میں میں نے بے احتیاطی یا ضرورت سے زیادہ جرأت کا مظاہرہ کیا تھا۔ ایک دن سپہ سالار برہان الدین نے مجھے بلا کر کہا کہ کورگ کی جنگ اب قریباً ختم ہو چکی ہے اور میری یہ خواہش ہے کہ تم

اس سے زیادہ اہم معرکوں میں حصہ لینے کیلئے زندہ رہو۔

سلطان کسی ذہین آدمی کو پانڈی چری بھیجنا چاہتے ہیں اور میں نے تمہارا نام پیش کر دیا ہے..... مجھے یہاں آ کر بہت مایوسی ہوئی ہے۔ پانڈی چری کے گورنر سے لے کر معمولی افسر تک یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انگریزوں کے عزائم کے متعلق ہمارے خدشات صحیح ہیں اور جب جنگ کے لئے ان کی تیاریاں مکمل ہو جائیں گی تو معاہدہ وارسیلز کی حیثیت ردی کاغذ کے ایک پرزے سے زیادہ نہیں ہو گی۔ لیکن جب فرانس اور میسور کے درمیان عملی تعاون کا مسئلہ زیر بحث آتا ہے تو ان سب کا یہی جواب ہوتا ہے کہ اس معاملے میں ہم بے بس ہیں۔ جب تک انگریزوں کی طرف سے پہل نہیں ہوتی، فرانس کی حکومت معاہدہ وارسیلز کی خلاف ورزی پسند نہیں کرے گی۔

فرانسسک نے کہا مجھے ڈر ہے کہ فرانس کی حکومت انگریزوں کی طرف سے پہل کے بعد بھی ''دیکھو اور انتظار کرو'' کی پالیسی پر کاربند رہے گی۔ میں نے آج گورنر کے ساتھ باتوں میں اندازہ لگایا ہے کہ وہ سلطان ٹیپو کے ساتھ تعاون کے پرزور حامی ہیں لیکن فرانس کے اندرونی حالات اتنے بگڑ چکے ہیں کہ آپ کو وہاں سے کسی امداد کی توقع نہیں رکھنی چاہئے۔ انور علی اور کپتان فرانسسک قریباً دو گھنٹے مختلف موضوعات پر باتیں کرتے رہے۔ بالآخر کپتان فرانسسک نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ''اب بہت زیادہ دیر ہوگئی ہے مجھے اجازت دیئے اگر فرصت ملی تو میں کل دوبارہ ملنے کی کوشش کروں گا۔''

انور علی اٹھ کر کپتان فرانسسک کے ساتھ خیمے سے باہر نکلا اور لیگر انڈ بھی ایک ثانیہ توقف کے بعد ان کے پیچھے ہولیا۔ خیمے سے باہر نکل کر کپتان فرانسسک نے کہا آپ آرام کیجئے'' انور علی نے کہا ''میں بندرگاہ تک آپ کے ساتھ چلوں گا۔''

''نہیں' اس تکلف کی ضرورت نہیں' آپ آرام کریں۔'' دو پہرے دار چند قدم دور کھڑے تھے۔ انور علی نے ان میں سے ایک کو کپتان فرانسسک کے ساتھ بندرگاہ تک جانے کا حکم دیا۔ فرانسسک نے یکے بعد دیگرے انور علی اور لیگر انڈ سے مصافحہ کیا اور پہرے دار کے ساتھ چل دیا۔

''آیئے!'' انور علی نے لیگر انڈ کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ جب وہ واپس خیمے میں داخل ہوئے تو انور علی نے کہا۔ ''دیکھیے اس وقت آپ کے لئے علیحدہ خیمہ نصب کرنے میں دیر لگے گی اس لیے آج رات آپ کو میرے ساتھ گزارہ کرنا پڑے گا۔'' لیگر انڈ نے جواب دیا'' مجھے علیحدہ خیمے کی ضرورت نہیں اور میں آپ کو بھی تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ میں آپ کے کسی نوکر کے ساتھ گزارہ کر سکتا ہوں۔''

"نہیں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔" انور علی نے دلاور خان کو ایک اور بستر لانے کو کہا اور تھوڑی دیر بعد یہ دونوں ایک دوسرے کے قریب لیٹ گئے۔ انور علی کو لیگر انڈ کے ساتھ پہلی ملاقات میں جس بات نے سب سے زیادہ متاثر کیا تھا وہ اس کی کرب انگیز خاموشی تھی۔ اس نے کہا "موسیو! مجھے یہ معلوم نہیں کہ پیرس میں آپ پر کیا بیتی ہے لیکن میں آپ کو یہ اطمینان دلا سکتا ہوں کہ یہاں آپ کو کوئی خطرہ نہیں۔ اب آپ اطمینان سے سو جائیں مجھے یقین ہے کہ پانڈی چری کی حکومت عام حالات میں آپ پر کوئی خاص توجہ نہیں دے گی۔ لیکن اگر کوئی فوری خطرہ پیش آیا تو میں آپ کو یہاں سے کسی محفوظ جگہ پر پہنچا دوں گا۔" تشکر اور احسان مندی کے جذبات لیگر انڈ کے سینے میں مچل کر رہ گئے۔ وہ صرف اتنا کہہ سکا۔ موسیو! آپ بہت رحم دل ہیں۔

www.magfunpk.com

تیسرے دن کپتان فرانسسک کا جہاز روانہ ہو چکا تھا۔لیگر انڈ کی شخصیت انور علی کے لئے ایک معمے سے کم نہ تھی۔اس نے اپنی زندگی میں اتنا کم گو نوجوان نہیں دیکھا تھا وہ اس کے ساتھ باتیں کرنے کی کوشش کرتا لیکن لیگر انڈ اس کے ہر سوال کا مختصر سا جواب دے کر خاموش ہو جاتا۔اس کی مغموم صورت دیکھ کر انور علی کے ذہن میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہوتے مگر اسے زیادہ پوچھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ایک دن آدھی رات کے قریب انور علی اپنے خیمے میں شور سن کر گہری نیند سے بیدار ہوا لیگر انڈ خواب کی حالت میں بڑبڑا رہا تھا۔

”یہ مر چکا ہے..... میں بے قصور ہوں..... میں نے کوئی جرم نہیں کیا..... تم ظالم ہو..... خدا کے لیے مجھے میرے اسکول لے چلو..... جین جلدی کرو..... ہم یہاں سے نکل چلیں..... وہ آ رہے ہیں ہمیں یہاں نہیں ٹھہرنا چاہئے۔ جلدی کرو، بھاگو! بھاگو!“ دلاور خان مشعل ہاتھ میں لیے خیمے میں داخل ہوا۔ انور علی نے لیگرانڈ کی طرف دیکھا، اس کا چہرہ پسینے سے تر تھا اور اس کی حرکات سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی خوفناک عفریت کی گرفت سے آزاد ہونے کی جدوجہد کر رہا ہے۔ انور علی جلدی سے اٹھ کر آگے بڑھا اور لیگرانڈ کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑنے لگا۔ لیگرانڈ نے آنکھیں کھولیں اور ٹکٹکی باندھ کر انور علی کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ بڑی تیزی سے سانس لے رہا تھا۔

www.masfunpk.com

''کیا ہوا!'' انور علی نے کہا ''تم ٹھیک ہو نا؟'' پھر وہ دلاور خان کی طرف متوجہ ہوا۔ دلاور خاں تم بھاگ کر فرانسیسی فوج کے کمانڈر کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ مجھے ایک تجربہ کار ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔''

لیگرانڈ نے کہا ''نہیں نہیں موسیو! میں بالکل ٹھیک ہوں، مجھے ڈاکٹر کی ضرورت نہیں میں ایک بھیانک سپنا دیکھ رہا تھا مجھے صرف پانی منگوا دیجئے۔'' انور علی نے دلاور خان کو پانی لانے کے لئے کہا اور اس نے خیمے کے اندر پڑی ہوئی ایک صراحی سے کٹورا بھر کر لیگرانڈ کو پیش کر دیا۔ لیگرانڈ نے ہانپتے ہانپتے پانی کا کٹورا حلق میں انڈیل لیا اور انور علی کی طرف متوجہ ہو کر کہا ''موسیو میں بہت شرمسار ہوں میں نے آپ کو بہت تکلیف دی ہے'' انور علی نے کہا ''مجھے صرف اس بات کا ملال ہے کہ میں تمہاری تکلیف میں حصہ دار نہیں بن سکتا۔ میں نے عمداً تمہارا راز دار

بننے کی کوشش نہیں کی لیکن اب میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ تمہیں کسی ایسے دوست کی ضرورت ہے جو تمہارے دل کا بوجھ ہلکا کر سکے۔ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ جین کون ہے؟"

لیگرانڈ نے جواب دیا۔ "موسیو! اگر میں نے آپ سے اپنا کوئی راز چھپانے کی کوشش کی ہے تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مجھے آپ پر اعتماد نہیں تھا بلکہ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ مجھے آپ کو پریشان کرنا گوارا نہ تھا۔ اب آپ اطمینان سے اپنے بستر پر لیٹ جائیں میں آپ کے ہر سوال کا جواب دوں گا۔"

www.maqfunpk.com

انور علی نے دلاور خان کی طرف متوجہ ہو کر کہا دلاور خان جاؤ تم آرام کرو۔ دلاور خاں چلا گیا اور انور علی اپنے بستر پر لیٹ گیا۔ کچھ دیر خیمے کے اندر خاموشی طاری رہی بالآخر لیگر انڈ نے اپنی سرگزشت شروع کی۔

''موسیو انور علی! قدرت نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے'' میں آپ کو اپنی ساری سرگزشت سناتا ہوں۔ میرا اصلی نام لیمبرٹ ہے میں مارسیلز اور پیرس کے درمیان ایک چھوٹے سے شہر میں پیدا ہوا تھا۔ میرا باپ فرانس کی بحریہ کے ایک جہاز کا کپتان تھا۔ جب میں دس سال کا ہوا تو میرے باپ کو ایک مہم کے ساتھ ہندوستان آنا پڑا والد کے آنے سے قریباً ایک سال بعد میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ گھر میں اب صرف میری ایک بہن تھی جو مجھ سے آٹھ سال بڑی تھی۔ ابا جان اڑھائی سال کے بعد واپس آئے ہندوستان میں کسی جنگ میں زخمی ہونے کے باعث ان کا ایک بازو بیکار ہو چکا تھا۔ واپس آتے ہی انہوں نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا اور جو روپیہ انہوں نے ملازمت کے زمانے میں جمع کیا تھا۔ اس سے ایک سرائے خرید لی۔ مارسیلز اور پیرس کے درمیان آنے جانے والے مسافروں کا تانتا بندھا رہتا تھا اور ہمارے لیے سرائے کا کاروبار

کافی سودمند ثابت ہوا۔ چند سال بعد میرے ابا شہر کے امیر آدمیوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ سرائے کے اندر مسافروں کے لئے چند کمروں کا اضافہ ہو چکا تھا۔ میری بہن کی شادی فوج کے ایک لیفٹیننٹ کے ساتھ ہو چکی تھی اور وہ اپنے خاوند کے ساتھ ماریشس جا چکی تھی۔ میں پیرس کے نزدیک ایک فوجی اسکول میں داخل ہو چکا تھا۔ میرے ابا کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ میں فرانس کی فوج میں کوئی بڑا عہدہ حاصل کروں اور میں بھی اپنے مستقبل کے متعلق کم پر امید نہ تھا لیکن آج میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ایک انسان سپنے دیکھ سکتا ہے مگر سپنوں کی تعبیر اس کے اختیار میں نہیں ہوتی۔

www.masfunpk.com

میں موسم سرما کی تعطیلات میں گھر آیا ہوا تھا۔ گھر پر فرصت کے وقت میں سرائے کے کاروبار میں اپنے باپ کا ہاتھ بٹایا کرتا تھا۔ میری چھٹی میں کوئی دس دن باقی تھے کہ ایک صبح ایک بگھی سرائے کے دروازے پر رکی۔ ابا جان ابھی گھر سے نہیں آئے تھے اور میں ان کی جگہ مسافروں کو خوش آمدید کہنے کے لئے باہر نکلا ایک عمر رسیدہ آدمی ایک نوجوان لڑکی کا سہارا لے کر بگھی سے اتر رہا تھا میں نے بھاگ کر عمر رسیدہ آدمی کا بازو تھام لیا۔ لڑکی نے کہا "میرے ابا کو راستے میں تکلیف ہوگئی ہے آپ فوراً کسی ڈاکٹر کو بلوائیں۔"

لڑکی چلائی، نہیں نہیں ابا جان آپ آرام سے لیٹے رہیں؟ اور موسیو اینٹن مسکراتا ہوا دوبارہ بستر پر لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر بھی پہنچ گیا۔ اس نے مریض کا معائنہ کرنے اور اس سے چند سوالات پوچھنے کے بعد بتایا کہ انہیں دل کی بیماری ہے اور اب بظاہر کوئی خطرہ نہیں لیکن

ایسی حالت میں انہیں سفر نہیں کرنا چاہئے۔ جین نے ڈاکٹر کی تائید کی اور موسیو اینٹن کو سفر کا ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔ یہ کوئی غیر معمولی واقعہ نہ تھا لیکن کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ پیرس کے اس تاجر اور اس کی بھورے بالوں والی اور نیلی آنکھوں والی لڑکی سے یہ ملاقات میری زندگی کا رخ بدل دے گی۔ موسیو اینٹن اور اس کی لڑکی مارسیلز میں اپنے کسی رشتہ دار کی شادی میں شرکت کے بعد واپس جا رہے تھے جب انہیں یہ پتہ چلا کہ میں پیرس میں تعلیم پاتا ہوں اور میری چھٹیاں ختم ہونے والی ہیں تو انہوں نے مجھے اپنی بگھی پر سفر کرنے کی دعوت دی اور میری خاطر ایک دن اور رک گئے چنانچہ تیسرے دن میں ان کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ پیرس سے کوئی دس میل دور موسیو اینٹن کو ایک بار پھر دل کا دورہ پڑا اور ہمیں دو دن کے لیے راستے کی ایک سرائے میں اور قیام کرنا پڑا۔ عام حالات میں پیرس کے اونچے طبقے کی ایک لڑکی شاید مجھے قابل توجہ نہ سمجھتی لیکن موسیو اینٹن کی علالت کے باعث میں اس کے لیے ایک بہت بڑا سہارا بن چکا تھا۔

www.maqfunpk.com

سرائے میں دوسری رات موسیو اینٹن کی طبیعت ذرا زیادہ خراب تھی اور ہمیں کافی دیر تک اس کے پاس بیٹھ کر جاگنا پڑا۔ پچھلے پہر
اسے نیند آ گئی اور جین بھی اپنی کرسی پر بیٹھے بیٹھے سو گئی۔ صبح کے وقت موسیو اینٹن نے آنکھیں کھولتے ہی میری طرف دیکھا اور کہا ''مجھے افسوس
ہے کہ آج آپ کو ساری رات جاگنا پڑا۔'' میں نے پوچھا۔ ''آپ کا کیا حال ہے؟'' موسیو اینٹن نے جواب دیا ''میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔
اب میرا ارادہ ہے کہ میں فوراً پیرس پہنچ کر کسی قابل ڈاکٹر سے علاج کراؤں۔''

میں نے کہا ''ابھی آپ کے لیے سفر کرنا ٹھیک نہیں ہوگا۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں پیرس جا کر کسی اچھے ڈاکٹر کو یہاں لے آؤں۔'' موسیو ایشن نے جواب دیا۔ ''اس بوسیدہ سرائے میں اگر دنیا کے تمام بہترین ڈاکٹر جمع ہو جائیں تو بھی مجھے آرام نہیں آئے گا۔ میں اب کسی تاخیر کے بغیر پیرس پہنچنا چاہتا ہوں۔'' ہماری باتیں سن کر جین بھی جاگ اٹھی اور اس نے بھی اپنے باپ کو سفر کے ارادے سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن موسیو ایشن کا فیصلہ اٹل تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد ہم دوبارہ بگھی پر سوار ہو گئے۔ باقی سفر کے متعلق مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ میں نیند کی حالت میں کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف لڑھک رہا تھا۔ پھر جب میں گہری نیند سے بیدار ہوا تو بگھی ایک کشادہ مکان کے احاطے میں داخل ہو رہی تھی۔ جین مجھے سہارا دیئے ہوئے تھی اور موسیو ایشن مسکرا رہا تھا۔

www.magfunpk.com

''معاف کیجئے!'' میں نے جلدی سے ایک طرف ہٹ کر کہا۔ بگھی رکی تو ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور موسیو اینٹن نے کہا ''یہ میرا بیٹا ڈینس ہے۔'' موسیو اینٹن کے مکان میں داخل ہوتے وقت مجھے اس کی امارت کا صحیح اندازہ ہوا میں نے کھانا کھانے کے بعد ان سے اجازت لینے کی کوشش کی۔ لیکن وہ سب میرا اسکول کھلنے تک مجھے اپنے ہاں ٹھہرانے پر مصر تھے اور مجھے اپنا ارادہ بدلنا پڑا۔ جین کا بھائی ڈینس ایک ذہین اور کم گو نوجوان تھا اور پیرس میں قانون کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ میں نے اس کے ساتھ بے تکلف ہونے کی بہت کوشش کی لیکن وہ ان لوگوں سے مختلف تھا جو کسی اجنبی کے ساتھ فوراً گھل مل جاتے ہیں۔ چار دن بعد میں نے اپنے میزبانوں سے اجازت لی اور موسیو اینٹن سے وعدہ کیا کہ میں چھٹی کے دن ان کے ہاں آیا کروں گا۔ اس کے بعد اسکول کے باہر میری سب سے بڑی دلچسپی مویسو اینٹن کا گھر

تھا۔ ہمارا سکول پیرس سے چند میل دور تھا۔ میں ہر مہینے ایک دو مرتبہ ہفتے کی شام ان کے ہاں جاتا اور اتوار کے دن واپس آ جاتا اور جب کبھی مجھے ہفتے کی شام پیرس جانے کا موقع نہ ملتا تو میں اتوار کی صبح وہاں پہنچ جاتا۔ اور سارا دن وہاں گزارتا۔ ڈینس عام طور پر گھر سے غیر حاضر رہتا تھا اور گھر میں کسی کو اس بات کا علم نہ تھا کہ اپنے کالج سے باہر اس کی مصروفیات کیا ہیں۔

مجھے یہ ماننے سے انکار نہیں کہ اس خاندان کے ساتھ میری وابستگی کی ایک بڑی وجہ جین تھی لیکن مجھے اس بات کا پورا احساس تھا کہ زندگی میں ہمارے راستے کبھی ایک نہیں ہو سکتے بے شک وہ ان لڑکیوں میں سے تھی جنہیں ایک بار دیکھنے کے بعد بار بار دیکھنے کو جی چاہتا ہے لیکن اگر میں اسے اپنی زندگی کا مقصد بنا لیتا تو یہ ایک پرلے درجے کی خود فریبی ہوتی۔ میرے لیے یہ کافی تھا کہ مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پر

ہلکی سی مسکراہٹ آجایا کرتی ہے اور صرف یہ مسکراہٹ دیکھنے کیلئے ہی میں بڑی بے تابی کے ساتھ چھٹی کے دن کا انتظار کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں نے موسیو اینٹن کے ہاں چند گھنٹے گزار کر رخصت کی اجازت طلب کی تو انہوں نے اصرار کیا کہ تم رات کا کھانا کھا کر جاؤ۔ میرا نوکر تمہیں بگھی پر چھوڑ آئے گا۔ شام سے کچھ دیر پہلے ڈینس اپنے کسی دوست سے ملنے کا بہانہ کر کے باہر نکل گیا۔ رات کے وقت ہم کھانے کے لیے اس کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن جب نو بج گئے تو ہم مایوس ہو کر کھانے کی میز پر بیٹھ گئے۔ موسیو اینٹن بے حد خفا تھا لیکن جین اپنے بھائی کی وکالت کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد موسیو اینٹن کی تلخی دور ہو چکی تھی اور وہ اپنی عادت کے مطابق قہقہے لگا رہا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر میں نے اجازت مانگی تو اس نے کہا "تھوڑی دیر اور بیٹھو میں تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ اگلے مہینے کی دسویں تاریخ کو جین کی منگنی کے سلسلے میں میرے ہاں دعوت ہے۔ اس میں تمہاری شرکت ضروری ہے۔"

میں نے جین کی طرف دیکھا لیکن میرے لیے اس کے چہرے سے ان کے احساسات کا صحیح اندازہ کرنا مشکل تھا۔ میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن میری آواز میرے قابو میں نہ تھی اچانک باہر کسی کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ ڈینس اپنا پیٹ دونوں ہاتھوں سے دبائے لڑکھڑاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور منہ کے بل فرش پر گر پڑا۔ میں نے جلدی سے اٹھ کر ڈینس کو سہارا دینے کی کوشش کی اس کا لباس خون سے تر تھا۔ جین سکتے کے عالم میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ موسیو اینٹن اپنی کرسی سے اٹھا۔ چند ثانیے اپنا دل دونوں ہاتھوں سے دبائے کھڑا رہا۔ پھر اچانک منہ کے بل گر پڑا۔ میں ڈینس کو وہیں چھوڑ کر اس کی طرف بڑھا اور اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن اس کے دل کی حرکت بند ہو چکی تھی میں دوبارہ ڈینس کی طرف متوجہ ہوا اور اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن اس نے کہا "موسیو تم یہاں سے بھاگ جاؤ۔ پولیس میرا پیچھا کر رہی ہے تمہارا یہاں ٹھہرنا ٹھیک نہیں۔

www.magfunpk.com

”دونوکرا انتہائی بدحواسی کی حالت میں یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ میں نے انہیں ڈاکٹر کو بلانے کیلئے کہا جین پہلے اپنے باپ کی لاش کے ساتھ لپٹ کر چیخیں مارتی رہی اور پھر اپنے بھائی کا سر گود میں لے کر بیٹھ گئی۔ میرے لیے یہ ایک بھیانک خواب تھا اور یہ خواب میں کئی بار دیکھ چکا ہوں۔ سوتے جاگتے یہ دل خراش منظر میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ ڈینس بار بار مجھے یہ کہہ رہا تھا تم بھاگ جاؤ تمہارا یہاں ٹھہرنا ٹھیک نہیں، تم بے گناہ پکڑے جاؤ گے‘ اچانک پولیس کا ایک انسپکٹر اور چند سپاہی کمرے میں داخل ہوئے۔ انسپکٹر نے ڈینس کے سر کے بال پکڑ کر اسے انتہائی بے دردی سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

''بتاؤ تمہارے ساتھی کون تھے؟'' جین نے انسپکٹر کا ہاتھ پکڑ لیا لیکن ایک سپاہی نے اسے دھکا دے کر ایک طرف گرا دیا۔ میں نے ایک مکا سپاہی کے منہ پر رسید کیا اور اس کے بعد انسپکٹر کا گلا دبوچ لیا۔ باقی سپاہی مجھ پر ٹوٹ پڑے اور میں ان کی گرفت میں بے بس ہو کر رہ گیا۔ انسپکٹر پھر ایک بار ڈینس کو جھنجھوڑ کر یہ پوچھ رہا تھا ''بتاؤ تمہارا تمہارے ساتھی کون ہیں؟'' لیکن ڈینس کے پاس ایک حقارت آمیز مسکراہٹ کے سوا اس کے سوالوں کا کوئی جواب نہ تھا اور یہ مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر اس وقت بھی کھیل رہی تھی جب کہ وہ اپنا سفر حیات ختم کر چکا تھا۔ انسپکٹر نے میری طرف دیکھا اور کہا ''یہ مر چکا ہے لیکن تم زندہ ہو اور مجھے یقین ہے کہ تم ہمارے ہر سوال کا جواب دے سکو گے؟''

میں نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ اس نے کیا جرم کیا ہے لیکن تمہیں ایک زخمی کے ساتھ اس وحشیانہ سلوک کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ جین کی چیخیں بند ہو چکی تھیں۔ وہ سپاہیوں کو میری طرف متوجہ پا کر بھاگتی ہوئی عقب کے کمرے میں چلی گئی۔ انسپکٹر کے حکم سے میرا کوٹ اتار دیا گیا اور مجھے دروازے کے سامنے برآمدے کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ پھر ایک سپاہی مجھ پر کوڑے برسا رہا تھا اور انسپکٹر بار بار ڈینس کے دوسرے ساتھیوں کے متعلق مجھ سے سوال کر رہا تھا۔ میں نے اسے ہر ممکن طرح سمجھانے کی کوشش کی کہ مجھے ڈینس کے کسی ساتھی کا علم نہیں اور میں فوجی اسکول میں تعلیم حاصل کرتا ہوں اور اس وقت میرا اس مکان میں موجود ہونا محض ایک اتفاق تھا لیکن انسپکٹر میری کسی بات پر یقین کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ اچانک جین اپنے ہاتھ میں پستول لیے نمودار ہوئی اور اس نے بلا کسی توقف انسپکٹر پر گولی چلا دی۔ گولی انسپکٹر

کے بازو پر لگی اور سپاہیوں نے جین کو گرفتار کر لیا۔ اب سپاہیوں کی توجہ میرے بجائے انسپکٹر پر مرکوز ہو چکی تھی۔ اس کے بازو سے خون بہہ رہا تھا۔ اس نے جلدی سے اپنا کوٹ اتارا اور ایک سپاہی کو بازو پر پٹی باندھنے کیلئے کہا' اچانک دس بارہ آدمی مکان کے پائیں باغ سے نمودار ہوئے اور وہ پولیس پر ٹوٹ پڑے۔ آن کی آن میں انہوں نے دو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور باقی چار آدمیوں کو غیر مسلح کر کے حراست میں لے لیا۔ حملہ آوروں کے چہروں پر نقاب تھے اور میرے لیے یہ جاننا مشکل تھا کہ وہ کون ہیں مجھے آزاد کرانے کے بعد انہوں نے ڈینس کے متعلق پوچھا اور میں نے انہیں بتایا کہ ڈینس اور اس کے والد کی لاشیں اندر پڑی ہوئی ہیں۔ انہوں نے انسپکٹر اور اس کے باقی ساتھیوں کو رسیوں میں جکڑ کر ایک کمرے میں بند کر دیا۔ پھر ایک آدمی نے جین سے کہا ''ڈینس کی بہن ہماری بہن ہے۔ آج ایک غدار نے پولیس کو ہمارے خفیہ اجلاس کے متعلق خبردار کر دیا تھا۔ اب آپ کا یہاں رہنا خطرے سے خالی نہیں۔ اس لیے آپ ہمارے ساتھ چلیں۔''

جین نے جواب دیا ''نہیں میں اپنے باپ اور بھائی کی لاشیں چھوڑ کر نہیں جا سکتی۔ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں کہ پولیس میرے ساتھ کیا سلوک کرے گی۔'' نقاب پوش نے کہا ''میری بہن! ڈینس نے ایک بڑے مقصد کے لیے جان دی ہے اگر آپ نے یہاں ٹھہرنے پر ضد کی تو ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا کہ ہم اپنے ایک ساتھی کی بہن کی عزت بچانے کیلئے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیں ہمیں اپنی جان کا خوف نہیں لیکن ہم اس مقصد کیلئے زندہ رہنا چاہتے ہیں جو ڈینس کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ خدا کیلئے آپ وقت ضائع نہ کیجئے۔ اب باتوں کا وقت نہیں، چلیے آپ شاید ایک عرصہ کے لئے دوبارہ اس گھر میں نہ آسکیں اس لیے گھر میں جو نقدی یا زیور ہے وہ نکال لیجئے۔ جین اضطراب اور تذبذب کی حالت میں میری طرف دیکھ رہی تھی۔ نقاب پوش نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا ''موسیو معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ایک غلط اتفاق نے ہماری صف میں کھڑا کر دیا ہے چلیے اب آپ کیلئے پیرس میں کوئی جگہ نہیں ہے۔''

میں نے جواب دیا ''مجھے ڈینس کی موت کا افسوس ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے آپ لوگوں کے مقاصد کے ساتھ کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے اگر آپ کسی خطرناک جماعت سے تعلق رکھتے ہیں تو ہمارے راستے مختلف ہیں۔ میں نے اگر کوئی جرم کیا ہے تو وہ صرف یہ کہ میں نے ایک زخمی کے ساتھ پولیس کے وحشیانہ سلوک سے متاثر ہو کر انسپکٹر پر ہاتھ اٹھایا ہے اور میں پیرس کی ہر عدالت کے سامنے اس جرم کا اقبال کرنے کیلئے تیار ہوں۔''

نقاب پوش نے کہا ''ہم تمہیں اپنے ساتھ شریک ہونے کی دعوت نہیں دیتے ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ اب تم پیرس کی پولیس کو کبھی اس بات کا یقین نہیں دلا سکو گے کہ تم فرانس کے امن پسند شہری ہو۔ ہم صرف تمہاری جان بچانا چاہتے ہیں اور یہی نہیں بلکہ ہم یہ بھی محسوس کرتے ہیں کہ جین کو کسی محفوظ جگہ پہنچانے کے لیے ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔''

www.magfunpk.com

میں نے جلدی سے اپنا کوٹ پہنا اور جین سے کہا ''جین میں تمہارے ساتھ ہوں۔ ہمارے لیے بھاگنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اب وقت ضائع نہ کرو!''

جین کی قوت فیصلہ جواب دے چکی تھی۔ تاہم میرے اور اپنے بھائی کے دوستوں کے سمجھانے پر وہ گھر چھوڑنے پر آمادہ ہو گئی۔ ہم نے گھر سے نقد روپیہ اور زیورات کے علاوہ جین کے چند ضروری کپڑے نکال کر ایک بکس میں رکھ لیے اتنی دیر میں دو آدمی بگھی تیار کر چکے تھے۔ ایک نوجوان نے کوچوان کی جگہ سنبھال لی اور ہم وہاں سے روانہ ہو گئے۔ پیرس کے بازاروں اور گلیوں میں ابھی تک رونق تھی اور ہمیں شہر سے باہر نکلنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ ایک جگہ پہرے داروں نے روکا لیکن میری وردی کو دیکھ کر انہوں نے کچھ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی

۔صبح تک ہم پیرس سے کئی میل دور آ چکے تھے۔ایک شہر کے قریب پہنچ کر ہمارے کوچوان نے بگھی روکی اور مجھے کہا اب گھوڑے بہت تھک گئے ہیں اور یوں بھی اب اس بگھی پر تمہارا سفر خطرناک ہوگا۔میرے ساتھی صبح ہوتے ہی مکان چھوڑ کر چلے گئے ہوں گے ۔اس وقت تک شاید پولیس اپنے آدمیوں کا حال معلوم کر چکی ہو۔انہیں موسیو ڈینس کے نوکروں سے تمہارا پتہ معلوم کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔پھر وہ فوجی اسکول سے بآسانی تمہارے گھر کا پتہ معلوم کر لیں گے اور دوپہر سے پہلے پہلے اس سڑک پر تمہاری تلاش شروع ہو جائے گی۔میں تمہیں اس شہر کی سرائے میں پہنچا کر واپس آ جاؤں گا اور پولیس کو دھوکا دینے کے لیے اس بگھی کو کسی دوسری سڑک پر چھوڑ دوں گا۔''

یہ نوجوان جو ایک کوچوان کی حیثیت سے ہمارے ساتھ آیا تھا۔ انقلابی جماعت کا ایک سرگرم رکن تھا۔ اس سے چند سوالات پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ڈینس ان سرپھروں کا لیڈر تھا اور گزشتہ شب جب ایک مکان میں ان لوگوں کا جلسہ ہو رہا تھا کسی غدار نے پولیس کو خبردار کر دیا تھا۔ بیشتر انقلابی مسلح ہو کر آئے تھے۔ پولیس آس پاس کی گلیوں کی ناکہ بندی کے لیے جمع ہو رہی تھی کہ انقلابیوں کو پتہ چل گیا اور وہ بھاگ نکلے ایک گلی میں پولیس کے چند آدمیوں کے ساتھ ان کا تصادم ہوا اور دو نوجوان ہلاک ہو گئے۔ ڈینس اس تصادم میں زخمی ہو کر بھاگا لیکن تھوڑی دور جا کر گر پڑا۔ اس کے دو ساتھیوں نے اسے سہارا دیا اور اسے گھر کے دروازے تک پہنچا گئے جب وہ واپس آ رہے تھے تو انہیں پولیس کے سپاہیوں کی ایک ٹولی دکھائی دی۔ وہ پاس ہی ایک تنگ گلی کے اندر ایک اور انقلابی کے مکان میں چھپ گئے اور جب پولیس آگے نکل گئی تو ان میں سے

ایک نوجوان صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے باہر نکلا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے آ کر بتایا کہ پولیس کے سپاہی ڈینس کے مکان میں داخل ہو چکے ہیں۔ ان لوگوں نے چند منٹ کے اندر اندر اپنے دوسرے ساتھیوں کو جمع کیا اور ہماری مدد کو پہنچ گئے۔ جین بے حس و حرکت بیٹھی ہماری باتیں سن رہی تھی۔ بگھی دوبارہ روانہ ہوئی اور تھوڑی دیر بعد ہم شہر کی سرائے میں پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے دوسری بگھی کرائے پر لی اور اپنے دوسرے ساتھی کو خدا حافظ کہا۔ باقی راستہ ہم نے بہت کم آرام کیا۔ جین اپنے ساتھ کافی روپیہ لائی تھی اور ہمیں ہر منزل پر تازہ دم گھوڑے حاصل کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی تیسری رات دو بجے کے قریب میں اپنے گھر پہنچ گیا۔ بگھی کو میں نے احتیاطاً مکان سے دور سڑک پر ہی چھوڑ دیا تھا۔ ہمارا نوکر سو رہا تھا اور میں نے اسے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ میرے باپ نے انتہائی رنج اور اضطراب کی حالت میں ہماری سرگزشت سنی

۔انہیں یہ فیصلہ کرنے میں دیر نہ لگی کہ ہمیں فوراً فرانس کی حدود سے باہر نکل جانا چاہئے۔انہوں نے جلدی سے ضروری سامان باندھا اور کہا ''ہم مارسیلز جا رہے ہیں۔ میں ابھی سرائے سے بگھی لے کر آتا ہوں، تم اپنے سکول کی وردی اتار کر دوسرا لباس پہن لو اور سڑک پر پہنچ کر میرا انتظار کرو!''

تھوڑی دیر بعد ہم مارسیلز کا رخ کر رہے تھے۔ مارسیلز پہنچ کر ہم امریکہ جانا چاہتے تھے لیکن بدقسمتی سے امریکہ جانے والا ایک جہاز ہمارے پہنچنے سے دو دن قبل روانہ ہو چکا تھا اور دوسرا جہاز دو ہفتے بعد چھوٹنے والا تھا۔ ہمارے لیے ایک ایک لمحہ تشویشناک تھا۔ اتفاق سے میرے والد کو کپتان فرانسسک مل گئے۔ یہ کسی زمانے میں میرے والد کے ماتحت رہ چکے تھے۔ ان کا جہاز اگلی صبح چند سپاہی اور اسلحہ لے کر ماریشس کی طرف روانہ ہونے والا تھا۔ کپتان فرانسسک نے رات کے وقت ہمیں اپنے پاس ٹھہرایا اور پچھلے پہر باقی سواریوں سے کچھ دیر پہلے ہمیں اپنے جہاز پر پہنچا دیا۔ بندرگاہ کا محافظ افسر بھی میرے والد کا دیرینہ دوست نکلا اور اس کی مدد سے ہم جانچ پڑتال سے بچ گئے۔ مارسیلز پہنچنے سے قبل میرے والد کا خیال تھا کہ وہ ہمیں امریکہ جانے والے کسی جہاز پر سوار کرا کے واپس چلے جائیں گے لیکن جب کپتان فرانسسک نے انہیں

سمجھایا کہ اب فرانس میں آپ کا رہنا بھی خطرے سے خالی نہیں تو وہ بھی ہمارا ساتھ دینے پر آمادہ ہو گئے ان کی آمادگی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ یہ جہاز مارسیلس جا رہا تھا اور وہاں میری بہن رہتی تھی۔ کپتان فرانسسک نے ہمیں جہاز کے ملاحوں کی وردیاں مہیا کر دیں اور جین کے متعلق انہوں نے یہ مشہور کر دیا کہ اس کا شوہر مارسیلس کی فوج میں ملازم ہے اور یہ اس کے پاس جا رہی ہے۔ بحری سفر کے دوران میں مجھے اگر کوئی پریشانی تھی تو جین اور اپنے باپ کے متعلق تھی۔ جین ہر وقت حزن و غم کی تصویر بنی رہتی تھی۔ زمانے کے بے رحم ہاتھوں نے اس کے چہرے کی دلفریب مسکراہٹیں چھین لی تھیں جب میں کوئی بات کرتا تو وہ کھوئی کھوئی نگاہوں سے میری طرف دیکھتی اور مختصر سا جواب دے کر خاموش ہو جاتی۔ اپنے باپ کے متعلق میں اکثر یہ سوچا کرتا تھا کہ اپنی عمر کے آخری حصے میں انہیں آرام کی ضرورت تھی اور میری وجہ سے وہ

مصیبت میں پھنس گئے ہیں لیکن ابا جان کو اپنے مقدر کے متعلق کوئی شکایت نہ تھی۔ وہ ہر حالت میں مسکرانے کے عادی تھے۔ جہاز پر انہوں نے کپتان کے حصے کا بہت سا کام سنبھال رکھا تھا۔ پھر ہماری بدنصیبی کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ ماریشس سے چند دن کے فاصلے پر ہمارے جہاز میں زرد بخار کی وبا پھوٹ نکلی اور تین دن کے اندر اندر آٹھ آدمی مر گئے۔ پانچویں دن میرا باپ بھی چل بسا۔ ہم سب زندگی سے مایوس ہو چکے تھے لیکن جین پر اس کا اثر جو ہوا وہ ہم سب کیلئے غیر متوقع تھا۔ وہ دن رات تمام بیماروں کی تیمارداری میں مصروف رہتی تھی۔ دوسرے لوگ یہاں تک کہ جہاز کا ڈاکٹر بھی مریضوں کے پاس بیٹھنے سے گھبراتا تھا۔ لیکن جین ہر مریض کی تیمارداری اپنا فرض سمجھتی تھی۔ اسے اپنی بھوک پیاس اور تھکاوٹ تک کا احساس نہ تھا۔ بیماری پھیلتی گئی اور کپتان نے جزیرہ بوربون کے ساحل پر رکنے کا فیصلہ کیا لیکن ابھی ہم وہاں سے دو دن کے

راستے پر تھے کہ ہمیں ایک شدید طوفان کا سامنا کرنا پڑا ہم رات بھر زندگی اور موت کے درمیان لٹکتے رہے اگلے دن طوفان تھم گیا اور ہمیں بوربون کا ساحل نظر آنے لگا۔ زرد بخار کی وبا کے باعث تیس آدمی ہلاک ہو چکے تھے بوربون کی بندرگاہ پر اترنے کے بعد جہاز کے کسی آدمی کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی چنانچہ ہمارے لیے سمندر کے کنارے ایک کیمپ لگا دیا گیا کپتان فرانسسک نے یہاں بھی ہماری مدد کی اور ہمیں رات کے وقت کیمپ سے نکال کر ماریشس جانے والے ایک عرب تاجر کے جہاز پر سوار کروا دیا۔ رخصت کے وقت انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ مجھے اپنے جہاز کی مرمت کیلئے کچھ عرصہ یہاں ٹھہرنا پڑے گا تمہارے لیے کسی بندرگاہ پر اترنا ٹھیک نہیں ہوگا۔ اس لیے عرب تاجر تمہیں بندرگاہ سے کچھ دور ساحل پر اتار دے گا میں جہاز کی مرمت کے بعد جلد از جلد ماریشس پہنچنے کی کوشش کروں گا۔ پھر وہاں سے تمہیں ہندوستان

پہنچانے کا بندوبست کروں گا تمہیں ماریشس میں کسی پر اپنا صحیح نام اور پتہ ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ مجھے یقین ہے کہ پیرس کی پولیس تمہارے متعلق معلومات حاصل کرتے ہی ماریشس میں تم کو تلاش کرنے کی کوشش کرے گی۔

پھر کپتان فرانسسک نے مجھے ایک خط دیتے ہوئے کہا ''ماریشس کی پولیس کا ایک افسر میرا دوست ہے اور میں نے یہ خط اس کے نام لکھ دیا ہے۔ اگر تمہیں کبھی اس کی ضرورت پڑے تو یہ خط اس کے پاس لے جانا وہ تمہاری ہر ممکن مدد کرے گا۔'' عرب تاجران لوگوں میں سے تھا جو ہر مصیبت زدہ انسان کی مدد کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ وہ ہماری زبان نہیں سمجھتا تھا لیکن ہماری صورتیں دیکھ کر اس کیلئے یہ معلوم کرنا مشکل نہ تھا کہ ہم مصیبت زدہ ہیں۔ ایک شام اس نے ہمیں ماریشس کی بندرگاہ سے چند میل دور اتار دیا اور جہاز کا ایک ملاح ہمارے ساتھ روانہ کر دیا ۔ آدھی رات تک ہم ایک خوفناک جنگل میں چلتے رہے بالآخر ملاح نے ایک چھوٹی سی ندی کے کنارے رکتے ہوئے کہا ''اب شہر یہاں سے بالکل قریب ہے۔ لیکن اس وقت آپ کا شہر میں داخل ہونا ٹھیک نہیں ہوگا۔ پہریدار یقیناً آپ سے کئی سوال پوچھیں گے۔''

www.magfunpk.com

جین تھکاوٹ سے نڈھال تھی وہ ندی کے کنارے لیٹتے ہی سو گئی اور میں باقی رات ملاح کے ساتھ اس کے قریب بیٹھا رہا۔ علی الصباح میں نے جین کو جگایا اور ہم شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ کوئی ایک گھنٹہ بعد میں اپنے بہنوئی کے مکان پر دستک دے رہا تھا۔ ملاح ہمیں چھوڑ کر بندرگاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ میرا بہنوئی اب میجر بن چکا تھا اور مریش کی حکومت اور فوج کے بڑے بڑے افسر اس کے دوست تھے۔ تاہم میری سرگزشت سننے کے بعد اس نے کہا۔

''اگر پیرس کیپولیس کا کوئی ادنیٰ افسر بھی یہاں پہنچ گیا تو مریش کا گورنر بھی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ تمہارے لیے یہ ہی بہتر ہے کہ تم گھر سے باہر پاؤں نہ رکھو۔ اگر پیرس سے پولیس کا کوئی آدمی یہاں پہنچ گیا تو میں تمہیں کسی دوست کے ہاں پہنچا دوں گا مقامی پولیس کے تمام افسر میرے دوست ہیں اور وہ وقت آنے پر مجھے خبر کر دیں گے۔''

www.magfunpk.com

ہم بیس دن اپنے بہنوئی کے گھر چھپے رہے۔ پھر ایک شام ہمیں پتہ چلا کہ مارسیلز سے ایک جہاز آیا ہے اور فرانس کی پولیس کا ایک انسپکٹر اس سے اترتے ہی سیدھا مقامی پولیس کے ہیڈ کوارٹر میں گیا ہے۔ میرے بہنوئی نے یہ خبر سنتے ہی ہمیں اپنی رجمنٹ کے ایک کپتان کے گھر پہنچا دیا۔ اگلے دن کپتان کی بیوی میری بہن کے پاس گئی اور یہ خبر لائی کہ ہمارے وہاں سے نکلنے کے تھوڑی دیر بعد ایک انسپکٹر ان کے گھر آیا تھا اور میرے بہنوئی سے چند سوالات پوچھنے کے بعد وہ گھر کی تلاشی لیے بغیر گھر سے چلا گیا تھا۔ پھر رات کے وقت میرا بہنوئی مجھ سے ملا اور اس نے یہ بتایا کہ۔ ”یہ وہی انسپیکٹر ہے جس پر جین نے گولی چلائی تھی۔ اس کا نام برنارڈ ہے اور اس کی ہوشیاری اور شقاوت قلبی فرانس بھر میں مشہور ہے۔ میں نے بظاہر اسے مطمئن کر دیا ہے لیکن جب تک وہ یہاں موجود ہے مجھے تمہارے متعلق اطمینان نہیں ہو سکتا۔ یہاں کوئی ایسا آدمی نہیں

جسے پیرس کی پولیس کے کسی افسر کے ساتھ ہمدردی ہو لیکن اگر اسے تمارا سراغ مل گیا تو تم یہ دیکھو گے کہ یہاں کوئی کھلے بندوں تمہاری حمایت نہیں کرے گا۔ اب چند دن تک ہمارا ایک دوسرے سے دور رہنا ضروری ہے۔ اس لیے اگر میں تمہارے پاس نہ آ سکوں تو تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔"

اگلی صبح جین اپنے بستر سے اٹھی تو اس نے شکایت کی کہ میرا جسم ٹوٹ رہا ہے اور شام تک اسے سخت بخار ہو چکا تھا۔ جہاز پر زرد بخار کی وبا کے پیش نظر مجھے بے حد تشویش ہوئی لیکن رات کے وقت کپتان اپنے فوجی ڈاکٹر کو لایا اور اس نے تسلی دی کہ یہ صرف موسمی بخار ہے جین دس دن بستر پر پڑی رہی۔ گیارھویں دن اسے ذرا ہوش آیا۔ اس عرصے میں کپتان کی بیوی کی وساطت سے ہمیں یہ پتہ چلتا رہا کہ انسپکٹر برنارڈ ہماری تلاش میں بدستور سرگرداں ہے۔ بارھویں دن جین کا بخار بہت کم ہو گیا لیکن وہ بے حد کمزور ہو چکی تھی۔ صبح سات بجے کسی نے ہمارے میزبان کے دروازے پر دستک دی۔ ہم فوراً ایک چھوٹی سی کوٹھری میں چھپ گئے۔ ہمارے دل دھڑک رہے تھے اور میں دبی آواز میں کہہ رہا تھا۔

www.mafunpk.com

''جین ہم تقدیر سے بھاگ نہیں سکتے ۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرے متعلق تمہارے خیالات کیا ہیں لیکن میں تمہیں اپنی زندگی کا آخری سہارا سمجھتا ہوں۔ اگر میں تمہارے ساتھ کسی چھوٹے سے غیر آباد جزیرے میں اپنی باقی تمام زندگی کے دن گزار سکتا تو مجھے ایک لمحہ کے لیے بھی فرانس چھوڑنے کا ملال نہ ہوتا۔''

جین نے مغموم نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور اپنا کانپتا ہوا ہاتھ میرے ہاتھ پر رکھ دیا۔میرا خیال تھا کہ ابھی پولیس دھکا دے کر ہماری کوٹھڑی کا دروازہ کھولے گی اور ہمیں ملاقات کے کمرے میں چند مانوس آوازیں اور قہقہے سنائی دیے۔پھر ہمارے میزبان نے کوٹھری کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے کہا۔"میرے دوست آجاؤ اب کوئی خطرہ نہیں۔" میں جین کو سہارا دیے کوٹھری سے باہر نکلا۔ملاقات کے کمرے میں میری بہن، میرا بہنوئی اور فرانسسک کھڑے تھے۔نقاہت کے باعث جین کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں۔میں نے اسے ایک کرسی پر بٹھا دیا۔میری بہن آگے بڑھ کر میرے ساتھ لپٹ گئی۔کپتان فرانسسک نے بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔"بھئی قسم خدا کی میں نے اس سے بڑا گدھا اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔اس کی ذہانت فرانس بھر میں مشہور ہے لیکن وہ خوب اُلّو بنا۔"

www.magfunpk.com

میں پریشانی کی حالت میں فرانسسک کی طرف دیکھ رہا تھا۔ میری بہن نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''کپتان صاحب! میرا بھائی ابھی تک پریشان ہے اسے تسلی دیجیے۔'' اور کپتان فرانسسک نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ''بیٹا اب تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔ میں نے انسپکٹر برناڈ کو ایک غلط راستے پر ڈال دیا ہے۔ میرا جہاز کل شام یہاں پہنچا تو وہ بندرگاہ پر کھڑا تھا۔ اترنے والے مسافروں کو دیکھنے کے بعد اس نے جہاز کے اندر کی تلاشی لی۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر آپ مجھے یہ بتا سکیں کہ آپ کس کو تلاش کر رہے ہیں تو ممکن ہے کہ میں آپ کی کوئی مدد کر سکوں۔ اس نے مجھ سے تمہارے متعلق پوچھا اور میں نے اسے بتایا کہ مارسیلز سے میرے جہاز پر ایک بوڑھا آدمی' ایک نوجوان اور ایک لڑکی سوار ہوئے تھے۔''

میں نے بدحواس ہو کر کہا۔ ''آپ نے اسے ہمارے متعلق بتا دیا ہے؟''

''ہاں! میں نے اسے تمہارا حلیہ تک بتا دیا تھا کیونکہ اسے کسی نہ کسی دن اس بات کا پتہ ضرور چل جائے گا کہ میرے جہاز میں ایک لڑکی سوار تھی اور سچی بات بعض اوقات بہت سودمند ثابت ہوتی ہے۔ میں نے اسے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ بیماری کے باعث جہاز کے تمام مسافر بوربون اتار دیے گئے تھے۔ چند آدمی میرے ساتھ آ گئے ہیں لیکن باقی ابھی تک وہیں پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے اسے تمہارے والد کی وفات کے متعلق بھی بتا دیا تھا اور میں نے اسے تمہارے نام بھی صحیح بتا دیے تھے۔ میری ان باتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے دیکھتے وہ بوربون جانے والے جہاز پر سوار ہو گیا۔ اب میں کل شام تک یہاں سے پانڈی چری روانہ ہو جاؤں گا اور تم میرے ساتھ چلو گے۔''

میں نے محسوس کیا کہ میرے راستے سے اب مصائب کے پہاڑ ہٹ چکے ہیں لیکن جین کی حالت سفر کے قابل نہ تھی۔ ہم نے رات کے وقت ڈاکٹر سے مشورہ کیا تو اس نے بڑی شدت کے ساتھ جین کو سفر کرنے سے منع کیا۔ میرا بہنوئی یوں بھی ہمارے ایک ساتھ سفر کرنے کے حق میں نہ تھا۔ اس نے یہ مشورہ کہ تم ہندوستان جا کے اپنے لیے کوئی جائے پناہ تلاش کرو۔ ہم جین کو بعد میں وہاں پہنچانے کا انتظام کر دیں گے۔ یہاں کوئی فرانسیسی ایسا نہیں جو جین جیسی لڑکی کو پیرس کی پولیس کے تشدد کے خلاف پناہ دینے سے انکار کرے۔

اگلی شام غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے کپتان فرانسسک کا جہاز روانہ ہو چکا تھا اور میں عرشے پر کھڑا ماریشس کی آخری جھلک دیکھ رہا تھا۔ پانڈی چری پہنچنے کے بعد میری داستان کا ایک باب ختم ہوتا ہے۔ اس سے آگے مجھے ایک وسیع خلا دکھائی دیتا ہے۔

لیگر انڈ کی سرگزشت سننے کے بعد انور علی کچھ دیر اپنے بستر پر بے حرکت پڑا رہا۔ بالآخر اس نے کہا۔ ''میرے دوست میں تمہاری مدد کروں گا۔''

لیگر انڈ کو انور علی کے ساتھ رہتے ہوئے ڈیڑھ مہینہ گزر گیا۔ اس عرصہ میں اسے جین کے متعلق کوئی اطلاع نہ ملی۔ پانڈی چری میں جب کوئی نیا جہاز آتا تو اس کے سینے میں امیدوں اور آرزوؤں کے چراغ جگمگا اٹھتے۔ بندرگاہ پر جاتے ہوئے جین کے تصور سے اس کی دنیا مسکراہٹوں اور نغموں سے لبریز ہو جاتی۔ پھر جب اسے جہاز سے اترنے والے مسافروں میں جین نظر نہ آتی تو وہ اپنے آپ کو جھوٹی تسلیاں دینے کی کوشش کرتا ''شاید جین ابھی تک جہاز کے اندر چھپی ہوئی ہو اور کپتان نے اس کا دوسرے لوگوں کی موجودگی میں بندرگاہ پر اترنا مناسب خیال نہ کیا ہو۔''

www.magfunpk.com

جب بندرگاہ خالی ہو جاتی تو وہ ذرا ہمت سے کام لے کر جہاز کے کپتان کے پاس جاتا اور یہ تسلی کرنے کے بعد کہ جہاز پر کوئی اور مسافر نہیں، وہ اس سے اس قسم کے سوال پوچھتا۔ ''آپ کے جہاز پر کوئی ایسا مسافر تو نہیں تھا جسے آپ بیماری کی وجہ سے راستے میں چھوڑ آئے ہوں...... میں میسور کی فوج میں ملازم ہوں اور مجھے اپنے ایک دوست کا انتظار ہے گزشتہ چھ ہفتوں میں ماریشس سے آنے والے کسی جہاز کو کوئی حادثہ تو پیش نہیں آیا؟

''ایک دن آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ فضا میں حبس تھا اور انور علی اپنے خیمے سے باہر ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اچانک لیگر انڈ بھاگتا ہوا اس کے پاس پہنچا۔ انور علی کو اس کی پریشان صورت یہ بتانے کیلئے کافی تھی کہ کوئی غیر متوقع حادثہ پیش آنے والا ہے۔

www.magfunpk.com

''خیر تو ہے؟''اس نے لیگرانڈ کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

لیگرانڈ نے مغموم لہجے میں جواب دیا۔''موسیو! انسپکٹر برنارڈ پانڈی چری پہنچ گیا ہے میں نے اسے جہاز سے اترتے دیکھا ہے میں یہ معلوم نہیں کر سکا کہ یہ جہاز کہاں سے آیا ہے لیکن اگر یہ جہاز ماریش سے ہو کر آیا ہے تو ہو سکتا ہے جین بھی اس پر سوار ہو۔ میں نے انسپکٹر کو دیکھنے کے بعد بندرگاہ پر ٹھہرنا مناسب خیال نہیں کیا۔''

انور علی نے پوچھا اس نے آپ کو دیکھ تو نہیں لیا؟

''نہیں جہاز سے اترتے ہی پانڈی چری کے چند افسر اس کے گرد جمع ہو گئے تھے اور میں وہاں سے کھسک آیا تھا۔''

انور علی نے کرسی سے اٹھ کر اپنے سپاہیوں میں سے ایک نوجوان کو آواز دے کر بلایا اور اسے چند ہدایات دینے کے بعد لیگر انڈ کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ''آپ فوراً یہاں سے روانہ ہو جائیں۔ میں نے اپنے آدمی کو سمجھا دیا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ یہاں سے چند میل دور ایک جگہ پر پہنچ کر میرا انتظار کرے۔ میں شام تک بندرگاہ سے تمام معلومات حاصل کر کے آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اگر جین اس جہاز پر آئی ہے تو میں اسے اپنے ساتھ لانے کی کوشش کروں گا۔ بصورت دیگر آپ کو ضروری ہدایات مل جائیں گی۔ اگر جین اس جہاز پر نہ آئی تو بھی آپ

انسپکٹر برنارڈ کی موجودگی میں یہاں ٹھہر کر اس کا انتظار نہیں کر سکتے۔ آپ کے لیے یہی بہتر ہو گا کہ آپ پانڈی چری کی حدود سے نکل جائیں۔ اس کے بعد اگر جین یہاں پہنچ گئی تو اسے آپ کے پاس پہنچانا میرا ذمہ ہے۔"

لیگرانڈ نے کہا۔ "مجھے ڈر ہے کہ جین شاید آپ پر اعتماد نہ کرے۔ لیکن جب آپ اسے جین کی بجائے مادام لیگرانڈ مخاطب کریں گے تو وہ بہت کچھ سمجھ جائے گی۔ جہاز پر وہ اسی نام سے سفر کر رہی ہو گی۔"

''آپ تسلی رکھیں، جین خواہ کسی نام سے سفر کر رہی ہو مجھے اسے تلاش کرنے میں کوئی دقت نہیں پیش آئے گی۔'' یہ کہہ کر انور علی، دلاور خاں کی طرف متوجہ ہوا اور اسے دو گھوڑے تیار رکھنے کا حکم دے کر بندرگاہ کی طرف چل دیا۔ تھوڑی دیر بعد لیگرانڈ اور انور علی کا ایک ساتھی گھوڑوں پر سوار ہو کر مغرب کا رخ کر رہے تھے۔ پانڈی چری سے کوئی پندرہ میل دور ایک چھوٹی سی ندی کے پل کے قریب پہنچ کر لیگرانڈ کے رہنما نے اپنا گھوڑا روکا اور کہا۔

''جناب انہوں نے ہمیں یہاں رکنے کا حکم دیا تھا۔'' لیگرانڈ نے اپنا گھوڑا روکتے ہوئے کہا۔ ''تمہیں یقین ہے کہ انہوں نے ہمیں اسی جگہ پہنچنے کے لیے کہا تھا؟''

www.magfunpk.com

''جی ہاں! کرشنا گری کی طرف یہ ہی راستہ جاتا ہے اور میں کم از کم آٹھ مرتبہ یہاں سے گزر چکا ہوں۔'' یہ کہہ کر نوجوان گھوڑے سے اتر پڑا اور لیگر انڈ نے اس کی تقلید کی۔ انہوں نے اپنے گھوڑے ایک درخت کے ساتھ باندھ دیے اور ندی کے کنارے بیٹھ گئے۔ لیگر انڈ کے لیے انتظار کے لمحات انتہائی صبر آزما تھے۔ وہ کبھی اٹھ کر ادھر ادھر ٹہلنا شروع کر دیتا۔ کبھی اپنا خنجر نکال کر درخت کی شاخیں تراشنے لگتا۔ کبھی نڈھال سا ہو کر ندی کے کنارے بیٹھ جاتا اور سنگریزے اٹھا اٹھا کر پانی میں پھینکنا شروع کر دیتا جب اس پاس کوئی آہٹ یا آواز سنائی دیتی تو وہ بھاگ کر پل پر پہنچتا لیکن سوار اور پیدل گزر جاتے اور وہ کلیجہ مسوس کر رہ جاتا۔

www.magfunpk.com

شام کے چار بجے کے قریب بارش شروع ہوگئی اور وہ ایک تناور درخت کے نیچے سمٹ کر کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں گھوڑے کی ٹاپ کی آواز سنائی دی اور لیگر انڈ کے ساتھی نے کہا۔ ''لیجیے وہ آ گئے!''

لیگر انڈ بھاگ کر پگڈنڈی کی طرف بڑھا۔ اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ لیکن انور علی کو تنہا دیکھ کر لیگر انڈ کے پاؤں زمین سے پیوست ہو کر رہ گئے۔ انور علی نے اس کے قریب پہنچ کر گھوڑے کی باگ کھینچی اور نیچے اترتے ہوئے کہا۔ ''مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کے لیے کوئی خوش خبری نہیں لایا۔ جین اس جہاز پر نہیں آئی۔ یہ جہاز بوربون سے یہاں پہنچا ہے میں کپتان سے مل کر آیا ہوں۔ انسپکٹر برنارڈ کے متعلق ابھی تک صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ اس کا بھتیجا پانڈی چری کی فوج میں ملازم ہے اور وہ اس کے پاس ٹھہرا ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ صرف ایک

بھتیجے سے ملنے کا شوق اسے یہاں تک آنے پر آمادہ نہیں کر سکتا۔ ہمیں اب یہ دعا کرنی چاہیے کہ جین اس کی موجودگی میں یہاں نہ پہنچے میں کوشش کروں گا کہ مریش میں آپ کے بہنوئی کو اس نئی صورتحال سے آگاہ کر دوں لیکن اگر جین وہاں سے روانہ ہو چکی ہے تو آپ پانڈی چری میں رہ کر اس کی مدد نہیں کر سکتے۔"

اس کے بعد انور علی نے اپنے گھوڑے کی زین کے ساتھ بندھا ہوا سفری تھیلا اتارا اور لیگر انڈ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔ ''اس تھیلے میں آپ کے لیے رات کا کھانا' کچھ روپے اور تین تعارفی خط ہیں۔ ایک خط میں کرشنا گری کے فوجدار کے نام لکھا ہے وہ آپ کو سرنگا پٹم پہنچانے کا بندوبست کر دے گا۔ دوسرا خط موسیو لالی کے نام ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کی ہر ممکن اعانت کرے گا۔ تیسرا خط میں نے اپنے بھائی کے نام لکھا ہے' سرنگا پٹم میں آپ اسے اپنا بہترین دوست پائیں گے۔ اگر ضرورت پڑی تو میرا بھائی آپ کے لیے سرنگا پٹم کے بڑے سے بڑے آدمی کی اعانت کر سکے گا۔ میرا یہ آدمی آپ کو کرشنا گری پہنچا کر واپس آ جائے گا۔ آپ وہاں پہنچتے ہی میرے نام اس مضمون کا ایک خط لکھ کر اس کے حوالے کر دیں کہ آپ سلطان کی فوج کے ملازم ہیں اور اگر آپ کی بیوی پانڈی چری پہنچے تو میں اسے آپ کے پاس پہنچانے کا

بندوبست کروں۔ جین اگر آپ کے ہاتھ کی تحریر پہچانتی ہے تو وہ مطمئن ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ اگر وہ انسپکٹر برنارڈ کی موجودگی میں یہاں پہنچی تو یہ خط میرے کام آئے گا۔ اب میں فوراً واپس جانا چاہتا ہوں۔ جین کی غیر متوقع آمد کے پیش نظر میرا ہر وقت وہاں موجود ہونا ضروری ہے ممکن ہے کہ آج رات ہی ماریش کا کوئی جہاز وہاں پہنچ جائے۔ میں بندرگاہ پر اس بات کا انتظام کر آیا ہوں کہ جب کوئی نیا جہاز آئے مجھے خبردار کر دیا جائے۔''

انور علی نے کسی توقف کے بغیر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیا اور لیگرانڈ نے اس کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ ''موسیو آپ بہت رحم دل ہیں۔''

تین ہفتے بعد انور علی طلوع آفتاب سے ایک گھنٹے بعد ایک جہاز کی آمد کی اطلاع پا کر بندرگاہ پر پہنچا تو وہاں انسپکٹر برنارڈ اور پانڈی چری کی پولیس کے دو افسر موجود تھے۔ انور علی کے لیے یہ ملاقات غیر متوقع نہ تھی۔ انسپکٹر برنارڈ اس سے پہلے بھی ہر نئے جہاز کی آمد کے وقت بندرگاہ پر موجود ہوتا تھا۔ پانڈی چری پہنچنے سے دو دن بعد اس نے انور علی کے کیمپ سے فرانس کے ان آدمیوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی جو میسور کی فوج میں بھرتی ہو کر جا چکے تھے۔ اور انور علی نے اسے صرف وہ کاغذات دکھا کر مطمئن کر دیا تھا جن میں لیگر انڈ کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ برنارڈ انور علی کو یہ بھی بتا چکا تھا کہ میں ایک نہایت خطرناک انقلابی کی تلاش میں ہوں جو پیرس سے ایک خوب صورت لڑکی کے ساتھ فرار ہو چکا ہے۔

جہاز بندرگاہ سے ابھی کچھ فاصلے پر تھا۔ انور علی کچھ دیر تذبذب اور پریشانی کی حالت میں انسپکٹر اور اس کے ساتھیوں سے چند قدم دور کھڑا رہا۔ بالآخر ایک پولیس افسر نے اس کی طرف دیکھ کر ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھا۔ انسپکٹر برنارڈ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ''موسیو! میں ابھی یہ سوچ رہا تھا کہ آج آپ کیوں نہیں آئے؟''

انور علی مسکرایا۔ ''میرا خیال ہے کہ میں وقت پر پہنچ گیا ہوں۔''

مقامی پولیس کے ایک افسر نے کہا۔ ''موسیو انور علی بڑی باقاعدگی کے ساتھ ہر جہاز دیکھتے ہیں۔'' انور علی نے جواب دیا۔ ''اب یہاں آپ کے جہاز دیکھنے کے سوا مجھے اور کام ہی کیا ہے؟ خدا کا شکر ہے کہ مجھے واپس بلا لیا گیا ہے۔ ورنہ میں یہاں بیکاری سے اُکتا گیا تھا۔''

www.magicapk.com

”آپ جا رہے ہیں؟“

”ہاں۔“

”کب؟“

''بہت جلد' میں صرف اپنی جگہ کسی نئے آدمی کا انتظار کر رہا ہوں۔'' انور علی یہ کہہ کر انسپکٹر برنارڈ کی طرف متوجہ ہوا۔'' کہیے آپ کو اپنی مہم میں کامیابی ہوئی؟''

برنارڈ نے جواب دیا۔'' مجھے اپنی کامیابی کے متعلق کوئی بے چینی نہیں' مجھے یقین ہے کہ اگر وہ زندہ ہیں تو ایک نہ ایک دن ضرور گرفتار ہو جائیں گے۔''

جہاز بندرگاہ کے قریب پہنچ چکا تھا اور اب عرشے پر چند عورتیں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔ پانڈی چری کے چند فوجی اور سول حکام بھی بندرگاہ پر موجود تھے اور انتہائی اشتیاق کی حالت میں جہاز کی طرف دیکھ رہے تھے۔

www.magfunpk.com

تھوڑی دیر بعد جہاز بندرگاہ پر آ لگا اور مسافر نیچے اترنے لگے۔ فرانسیسی افسر اپنے بال بچوں اور رخصت سے واپس آنے والے دوستوں کا استقبال کر رہے تھے۔ انسپکٹر برنارڈ جہاز سے اترنے والے ہر نوجوان مرد اور عورت کو گھور گھور کر دیکھ رہا تھا۔ ایک نیلی آنکھوں اور سنہری بالوں والی نحیف اور لاغر لڑکی ایک ہاتھ میں چھوٹا سا بکس اٹھائے جہاز سے اتری اور ہجوم سے ایک طرف ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ انور علی لپک کر اس کے قریب پہنچا اور سرگوشی کے انداز میں بولا: ''اگر میں غلطی پر نہیں تو آپ مادام لیگرانڈ کو تلاش کر رہی ہیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کا اصلی نام لیبرٹ ہے اور آپ مادام لیگرانڈ کے نام سے سفر کر رہی ہیں۔ میری بات غور سے سنیے: انسپکٹر برنارڈ جس پر آپ نے گولی چلائی تھی یہاں موجود ہے۔ وہ اسی طرف آ رہا ہے۔ آپ اس کی طرف نہ دیکھیں۔ میں لیگرانڈ کا دوست ہوں۔ وہ یہاں آپ کا انتظار کر رہا تھا لیکن

انسپکٹر برنارڈ کی آمد نے اسے سرنگاپٹم بھیج دیا ہے۔ آپ انسپکٹر پر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کریں کہ آپ کا شوہر گزشتہ دو سال سے میسور کی میں فوج میں ملازم ہے۔ اپنے حواس پر قابو رکھیے۔ اگر انسپکٹر کو ذرا بھی شبہ ہو گیا تو آپ مصیبت میں پھنس جائیں گی۔''

اتنی دیر میں انسپکٹر برنارڈ ان کے قریب آ چکا تھا۔ انور علی نے اس کی طرف توجہ کیے بغیر جلدی سے لڑکی کا بکس لیا اور اپنا لہجہ بدلتے ہوئے ذرا بلند آواز میں کہا مادام پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں۔ ایک سپاہی کی بیوی کو اس قسم کی تلخیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ آپ کے شوہر ایک مہم پر روانہ ہو چکے ہیں' اس لیے آپکو سرنگاپٹم پہنچانے کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی ہے۔ موجودہ حالات میں ہماری فوج کے کسی سپاہی کو چھٹی نہیں مل سکتی مجھے یقین ہے کہ ان کا خط پڑھ کر آپ کو تسلی ہو جائے گی۔''

انور علی نے یہ کہہ کر اپنی جیب سے ایک خط نکالا اور لڑکی کے ہاتھ میں دے دیا۔ لڑکی نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے خط پکڑ لیا اور کھول کر پڑھنے لگی۔

''کیا بات ہے موسیو؟'' انسپکٹر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ انور علی نے جواب دیا۔ ''یہ ہماری فوج کے یورپین دستے کے ایک افسر کی بیوی ہیں اور اس بات پر خفا ہیں کہ ان کے شوہر ان کے استقبال کے لیے کیوں نہیں آئے۔ انہیں سرنگاپٹم پہنچانے کی ذمہ داری مجھے سونپی گئی ہی۔''

انسپکٹر برنارڈ پورے انہماک سے لڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہ اس کی توجہ سے بچنے کے لیے اپنی نگاہیں کاغذ پر مرکوز کیے ہوئے تھی۔

www.magfunpk.com

برنارڈ نے کہا۔ ''مادام میں یہ خط دیکھ سکتا ہوں؟''

انور علی نے فوراً مداخلت کی۔ ''موسیو مجھے معلوم ہے کہ آپ پیرس کی پولیس کے ایک افسر ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ اپنی بیوی کے نام میسور کے افسر کا ایک خط پڑھنا آپ کے فرائض میں داخل نہیں۔''

برنارڈ نے جواب دیا۔ ''مجھے اپنے فرائض کے حدود اچھی طرح معلوم ہیں۔ اگر آپ انہیں سرنگاپٹم پہنچانے کی ذمہ داری قبول کر چکے ہیں تو مجھ پر بھی ان کے متعلق بعض ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں یہ خط دکھانے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔''

لڑکی نے خط انسپکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''آپ خوشی سے دیکھ سکتے ہیں بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔''

www.magfunpk.com

برنارڈ خط پڑھنے میں مصروف ہوگیا۔ انور علی کا ایک سپاہی تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب پہنچا اور اس نے کہا۔ ''جناب اس جہاز پر صرف آٹھ آدمی آئے ہیں ان میں سے صرف تین یورپین اور باقی مریش کے باشندے ہیں۔'' انور علی نے جواب دیا۔ ''انہیں کیمپ میں لے چلو میں ابھی آتا ہوں۔ یہ بکس اپنے ساتھ لیتے چلو مادام کے لیے ایک خیمہ لگا دو۔''

سپاہی نے چمڑے کا بکس اٹھالیا اور انور علی نے لڑکی کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ''مادام آپ کا کوئی اور سامان جہاز پر تو نہیں؟''

”جی نہیں، مجھے میرے خاوند نے لکھا تھا کہ مجھے خشکی کے راستے ایک لمبا سفر کرنا پڑے گا اس لیے مجھے اپنے ساتھ چند ضروری کپڑوں کے سوا کچھ نہیں لانا چاہیے۔“ برنارڈ نے خط پڑھنے کے بعد انور علی سے مخاطب ہو کر کہا۔ ”مادام کی صحت بہت خراب معلوم ہوتی ہے۔ میرے خیال میں انہیں سرنگا پٹم کا سفر کرنے سے پہلے چند دن یہاں آرام کرنا چاہیے اور آپ کو ان کے لیے خیمہ خالی کرانے کی ضرورت نہیں، میں گورنر کے مہمان خانے میں ان کے قیام گاہ کا انتظام کر سکتا ہوں۔“

انور علی نے جواب دیا۔ ”ذاتی طور پر مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن میرے خیال میں آپ کو یہ مسئلہ میری بجائے مادام کے سامنے پیش کرنا چاہیے۔“

www.magfunpk.com

برنارڈ مسکرایا۔ ''مجھے یقین ہے کہ انہیں گورنر کا مہمان بننے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔'' اس عرصے میں جین اپنی پریشانی پر قابو پا چکی تھی اور اس کی مدافعانہ قوتیں پوری طرح بیدار ہو چکی تھیں۔ اس نے فیصلہ کن انداز میں کہا ''میری صحت بالکل ٹھیک ہے اور میں ایک لمحہ کے لیے بھی یہاں ٹھہرنا پسند نہیں کروں گی۔ لائیے میرا خط؟

برنارڈ نے کہا۔ ''یہ خط آپ کو کل تک نہیں مل سکتا۔''

''اس خط میں کوئی خاص بات ہے موسیو؟'' انور علی نے اپنی پریشانی پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ''کوئی خاص بات نہیں لیکن ایک پولیس افسر کو ہر بات کی جانچ پڑتال کرنی پڑتی ہے۔''

www.magfunpk.com

چند فرانسیسی افسران کے گرد جمع ہو چکے تھے۔ ایک فوجی افسر نے انسپکٹر برنارڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''موسیو کیا بات ہے۔؟''

''کچھ نہیں۔'' اس نے روکھے پن سے جواب دیا۔

انور علی نے جین سے کہا مادام آپ کو آرام کی ضرورت ہے۔ اگر آپ گھوڑے پر سواری کر سکیں تو میں دو دن تک آپ کے سفر کا بندو
بست کر دوں گا بصورت دیگر مجھے پالکی کا انتظام کرنا پڑے گا۔''

لڑکی نے جواب دیا۔ ''میں گھوڑے پر سفر کر سکتی ہوں۔''

www.mazfunpk.com

برنارڈ نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ''مادام! اگر آپ کو میری بات سے کوئی کوفت ہوئی ہے تو میں معذرت چاہتا ہوں۔ میں صرف اس بات کی تسلی چاہتا تھا کہ آپ کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اگر فرصت ملی تو میں کل آپ سے ملنے کی کوشش کروں گا۔''

''آیئے مادام!'' انور علی نے کہا اور جین اس کے ساتھ چل پڑی۔ بندرگاہ کے احاطے سے نکلتے وقت انور علی نے مڑ کر دیکھا تو انسپکٹر برنارڈ مقامی پولیس کے آدمیوں کے ساتھ باتیں کر رہا تھا۔ اس نے جین سے کہا۔ ''میرا خیال ہے کہ وہ اپ کو پہچان نہیں سکا۔ لیکن اس کے شبہات پوری طرح دور نہیں ہوئے۔''

www.magfunpk.com

جین نے کہا" مجھے یقین ہے کہ اس نے مجھے نہیں پہچانا ہوگا۔ بیماری کے باعث میری حالت یہ ہو چکی ہے کہ میں خود آئینے میں اپنی صورت نہیں پہچان سکتی۔ پھر انسپکٹر برنارڈ نے مجھے جن حالات میں دیکھا تھا وہ ایسے نہ تھے کہ اس کے ذہن پر میرا کوئی دیرپا تصور رہ گیا ہو۔"

انور علی نے کہا۔" پھر بھی مجھے اندیشہ ہے کہ انسپکٹر آپ کے متعلق پورا اطمینان حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ ممکن ہے کہ تھوڑی دیر تک وہ پانڈی چری کی پولیس کے آدمیوں کو میرے کیمپ کی نگرانی کے لیے بھیج دے۔ مجھے یہ بھی ڈر ہے کہ کل اگر وہ آپ سے ملا تو وہ پوری طرح سے تیار ہو کر آئے گا۔ لیگرانڈ کے خط پر اس نے بلاوجہ قبضہ نہیں کیا۔ آپ کے لیے یہی بہتر ہے کہ آپ فوراً پانڈی چری کی حدود سے باہر نکل جائیں۔ اگر آپ گھوڑے پر سفر کر سکتی ہیں تو ہمیں ابھی روانہ ہو جانا چاہیے۔"

www.magfunpk.com

جین نے کہا۔ ''میں تیار ہوں لیکن آپ کو یہ کیسے معلوم تھا کہ میں جہاز پر آ رہی ہوں۔؟'' انور علی نے جواب دیا۔ ''اس میں حیران ہونے کی کوئی بات نہیں۔ لیگر انڈ کو روانہ کرنے کے بعد میں یہاں آنے والا ہر جہاز دیکھا کرتا تھا۔''

جین کچھ دیر خاموشی سے اس کے ساتھ چلتی رہی۔ بالآخر اس نے کہا ''موسیو مجھے معلوم نہیں کہ آپ کون ہیں لیکن میرے لیے آپ پر اعتماد کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔''

''مجھے آپ اعتماد کے قابل پائیں گی۔'' انور علی نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پڑاؤ میں داخل ہوئے۔ سپاہی خیمہ نصب کر رہے تھے۔ انور علی نے انہیں فوراً تین گھوڑے تیار کرنے کا حکم دیا اور دلاور خان سے مخاطب ہو کر کہا۔

www.magfunpk.com

''دلاور خاں تم ہمارے ساتھ جا رہے ہو۔ میں نے بندرگاہ سے جو سامان بھیجا تھا وہ میرے گھوڑے کی زین کے پیچھے باندھ دو، جلدی کرو!'' پھر وہ اپنے نائب کی طرف متوجہ ہوا۔

''سردار خاں! شام تک کسی کو اس بات کا علم نہیں ہونا چاہیے کہ میں یہاں سے غیر حاضر ہوں۔ ممکن ہے کہ وہ انسپکٹر جو اس دن میرے پاس آیا تھا یا پانڈی چری کی پولیس کا کوئی آدمی ہمارے متعلق پوچھنے آئے۔ تم اسے یہ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کرنا کہ میں آرام کر رہا ہوں۔ اگر کوئی مادام لیگرانڈ کے متعلق پوچھے تو بھی تم یہ ہی کہو کہ وہ اپنے خیمے میں سو رہی ہیں بظاہر اس بات کا کوئی امکان نہیں کہ وہ آج تمہیں پریشان کرے گا لیکن کل الصباح وہ ضرور آئے گا اور تم اسے یہ بتانا کہ مادام سرنگا پٹم پہنچنے پر بضد تھیں اور اب تک وہ کئی میل طے کر چکے ہوں گے۔ آٹھ دس دن تک یہاں میری جگہ دوسرا آدمی پہنچ جائے گا۔ اسے یہ بتانا کہ ایک خاص مجبوری کے باعث میں یہاں ٹھہر کر اس کا انتظار نہیں کر سکا۔''

کیمپ سے انور علی اور جین کی روانگی سے کوئی آدھ گھنٹہ بعد برنارڈ انتہائی غم و غصے کی حالت میں پانڈی چری کے گورنر کے سامنے کھڑا یہ کہہ رہا تھا۔ ''جناب یہ معاملہ بہت سنگین ہے۔ اگر آپ کی پولیس میرے ساتھ تعاون کرتی تو ہم اس لڑکی کو پانڈی چری سے نکلتے ہی گرفتار کر سکتے تھے۔''

''آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ انور علی اس لڑکی کے ساتھ روانہ ہو چکا ہے؟''

''میں نے بندرگاہ سے واپس آتے وقت دو آدمی اس کے پڑاؤ کی نگرانی کے لیے روانہ کر دیے تھے۔ اور جب انہوں نے یہ اطلاع دی کہ انور علی، اس کا ایک نوکر اور وہ لڑکی کیمپ میں پہنچتے ہی گھوڑوں پر سوار ہو کر کہیں روانہ ہو گئے ہیں تو میں نے فوراً پولیس کو ان کا تعاقب کرنے کے لیے کہا لیکن آپ کے افسروں نے یہ جواب دیا کہ ہم گورنر کے حکم کے بغیر ان کا پیچھا نہیں کر سکتے۔''

www.magfunpk.com

''اگر آپ کو اس لڑکی کے مجرم ہونے کے متعلق اتنا ہی یقین تھا تو آپ نے اسے جہاز سے اترتے ہی گرفتار کیوں نہیں کیا؟''

''جناب والا! اس وقت میرے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا اور میں اس پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے شکوک رفع کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس خط پر قبضہ کر لیا تھا جو اس لڑکی کو انور علی نے بندرگاہ پر دیا تھا اور لیمبرٹ کے ہاتھ کی چند تحریریں جو پیرس کے فوجی اسکول سے میرے قبضے میں آئی تھیں میرے بکس میں تھیں۔ میں ان تحریروں سے اس خط کا موازنہ کرنے کے لیے فوراً اپنی قیام گاہ پر پہنچا۔ اب میں یہ اچھی طرح دیکھ چکا ہوں کہ لیمبرٹ کی تحریریں اس خط سے ملتی ہیں اور لیمبرٹ اور لیگرانڈ ایک ہی آدمی کے دو مختلف نام ہیں۔ ان کا فوراً یہاں سے بھاگ نکلنا بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ لڑکی مجھے دیکھنے کے بعد اپنے آپ کو یہاں محفوظ نہیں سمجھتی تھی۔ اب اگر انہیں گرفتار کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو اس کی تمام ذمہ

داری آپ کی پولیس پر عاید ہو گی۔"

گورنر نے کہا۔ "آپ کو معلوم ہے کہ پانڈی چری سے چند میل آگے انگریزوں کی چوکیاں اور اس کے بعد میسور کی سرحد شروع ہو جاتی ہے اس لیے ہم زیادہ دوران کا تعاقب نہیں کر سکتے۔"

"جناب مجھے یقین ہے کہ وہ زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے ابھی بھی وقت ہے۔" میں دو شرائط پر آپ کے ساتھ چند سوار بھیج سکتا ہوں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ اگر آپ کو ناکامی ہوئی تو آپ پانڈی چری کی حدود سے آگے ان کا پیچھا نہیں کریں گے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اگر آپ کو ناکامی ہوئی تو آپ اپنی غفلت اور کوتاہی کی ذمہ داری میری پولیس پر نہیں ڈالیں گے۔"

www.naqfunpk.com

''جناب میں نے اگر کوئی کوتاہی کی ہے تو وہ صرف یہ ہے کہ میں آپ کی پولیس کا تعاون حاصل نہیں کر سکا۔''

گورنر نے کہا دیکھیے انور علی میسور کی حکومت کا ایک ذمہ دار افسر ہے اور پانڈی چری کے بڑے سے بڑے افسر کو یہ سکھایا گیا ہے کہ وہ میسور کے ہر آدمی کا احترام کرے۔ ہم یہاں رہ کر سلطان ٹیپو کی ناراضگی مول نہیں لے سکتے۔ اب بھی میں سختی سے آپ کو اس بات کی ہدایت کرتا ہوں کہ اگر وہ لڑکی گرفتار ہو جائے تو بھی انور علی کے ساتھ آپ کا برتاؤ انتہائی دوستانہ ہونا چاہیے۔ میں اپنا سیکرٹری آپ کے ساتھ بھیج دیتا ہوں اور وہ پولیس کے چند سوار آپ کے ساتھ روانہ کر دے گا' لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ انور علی صحیح حالات سے واقف ہونے کے باوجود اس لڑکی کو پناہ دے چکا ہے تو اب پانڈی چری کی ساری فوج اور پولیس اس کا کھوج لگانے میں کامیاب نہیں ہوگی۔''

’’اس صورت میں آپ میسور کی حکومت سے یہ مطالبہ نہیں کر سکیں گے کہ وہ ہمارے مجرم ہمارے حوالے کر دیں۔؟‘‘

’’نہیں میسور میں پناہ لینے کے بعد وہ ہماری دسترس سے باہر ہوں گے۔‘‘

دوپہر کے وقت انور علی نے گھنے جنگل میں ایک ٹیلے کے قریب پہنچ کر اپنا گھوڑا روکا اور مڑ کر اپنے ساتھیوں کو دیکھنے لگا۔ جین بری طرح نڈھال ہو کر اپنے گھوڑے کی زین پر جھکی ہوئی تھی اور اس کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔

''میں بہت تھک گئی ہوں۔'' اس نے سراپا التجا بن کر کہا۔

''اگر یہاں کوئی خطرہ نہ ہو تو تھوڑی دیر ٹھہر جائیے۔''

انور علی نے کہا۔ ''ابھی ہم خطرے کی حدود سے باہر نہیں نکلے۔ تاہم آپ کی خاطر ہمیں کچھ دیر رکنا پڑے گا۔ اس ٹیلے کے پار ایک نالہ ہے اور اس کے کنارے آپ تھوڑی دیر آرام کر سکیں گی۔''

www.magfunpk.com

تھوڑی دیر بعد وہ ٹیلے کی چوٹی پر پہنچ چکے تھے اور سامنے کچھ فاصلے پر ایک چھوٹا سا نالہ دکھائی دے رہا تھا۔ انور علی نے کہا۔

''دلاور خاں تم یہیں ٹھہرو' اگر کوئی خطرہ پیش آئے تو ہمیں خبردار کر دینا۔''

جین نے گھوڑے سے اترتے ہوئے کہا۔ ''مجھ سے اب زین پر نہیں بیٹھا جاتا۔ میں پیدل چلوں گی۔'' انور علی نے جلدی سے نیچے اتر کر دونوں گھوڑوں کی باگیں پکڑ لیں اور جین لڑکھڑاتی ہوئی اس کے ساتھ ٹیلے سے نیچے اترنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پل سے چند قدم دور ایک طرف ہٹ کر نالے کے کنارے رُکے۔ جین سرسبز گھاس پر بیٹھ گئی اور انور علی نے گھوڑوں کو پانی پلانے کے بعد ایک جھاڑی کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر اس نے خورجین سے ایک پیالہ نکالا اور نالے سے پانی بھر کر جین کو پیش کرتے ہوئے کہا ''آپ پیاس محسوس کر رہی ہیں؟''

www.magrubpk.com

اس نے کہا۔ ''ہاں، میں ایک مدت کے بعد پہلی بار بھوک محسوس کر رہی ہوں۔'' انور علی نے ایک درخت سے چند پتے توڑے اور نالے کے پانی سے دھونے کے بعد جین کے آگے بچھا دیے۔ جین بدحواس سی ہو کر بولی۔ ''موسیو یہ..... کھانے کی چیز ہے؟''

''نہیں نہیں۔'' انور علی نے اپنی ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ آپ کے کھانے کے برتن ہیں۔'' پھر وہ دوبارہ اپنے گھوڑے کے قریب پہنچا اور خورجین سے ایک روغنی روٹی نکال کر لے آیا اور پتوں پر رکھتے ہوئے بولا۔ ''لیجیے کھانا آ گیا۔''

''آپ نہیں کھائیں گے؟''

''نہیں میں کھا چکا ہوں۔''

www.magnumpk.com

جین نے چند نوالے کھانے کے بعد کہا یہ بہت لذیذ ہے لیکن کیمپ سے روانہ ہوتے وقت مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ کھانا بھی ساتھ لے جارہے ہیں۔"

"میں نے جہاز کی اطلاع پاتے ہی اپنے سفر کے لیے چند ضروری انتظامات کر لیے تھے۔"

"آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں اس جہاز پر آ رہی ہوں؟"

"میں ہر نئے جہاز کی آمد پر یہ امید لے کر بندرگاہ پر جاتا تھا کہ آپ آ رہی ہیں۔ پہلے تو میں اپنے گھوڑے پر زینیں بھی ڈلوا رکھتا تھا۔ صرف اس دفعہ تھوڑی کوتاہی ہو گئی۔"

www.magfunpk.com

جین نے چند نوالے اور کھانے کے بعد کہا۔ ''موسیو مجھے اس ملک کی رسومات کا کوئی علم نہیں۔ یہ روٹی میری ضرورت سے بہت زیادہ ہے۔ اگر میں ساری نہ کھاؤں تو آپ برا تو نہیں مانیں گے؟''

انور علی ہنس پڑا..... وہ دونوں ہنس پڑے۔ پھر جین اچانک سنجیدہ ہو کر بولی ''موسیو' میں بہت مدت کے بعد ہنس رہی ہوں یہاں کوئی خطرہ تو نہیں؟''

''یہاں کوئی خطرہ نہیں' آپ جی بھر کر ہنس سکتی ہیں۔''

www.mastfunpk.com

''بظاہر اس بات کا کوئی امکان نہیں۔لیکن اگر اس نے ہمارا پیچھا کیا تو بھی آپ کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں۔آپ اطمینان سے آرام کریں۔میرا نوکر ٹیلے پر پہرا دے رہا ہے۔'' جین نے ذرا پیچھے ہٹ کر ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا لی۔اس کی آنکھیں نیند سے بند ہو رہی تھیں اور چند منٹ بعد وہ ایک بچے کی طرح سو رہی تھی۔انور علی نے نالے کے کنارے سے وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑا ہو گیا۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس نے درخت کے ساتھ بندھے ہوئے گھوڑے کھولے اور ان کی باگیں پکڑ کر ایک پتھر پر بیٹھ گیا۔تھوڑی دیر بعد وہ جین کو جگانے کا ارادہ کر رہا تھا کہ ٹیلے کی طرف سے گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی۔وہ جلدی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔دلاور خاں بڑی تیزی سے اس کی طرف آ رہا تھا۔

www.nagrumpk.com

''کیابات ہے دلاور خاں؟'' انور علی نے بلند آواز میں کہا۔ دلاور خاں نے قریب آ کر گھوڑا روکا اور جواب دیا۔ ''آٹھ دس سرپٹ سوار اس طرف آ رہے ہیں۔ میں نے انہیں ٹیلے سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر دیکھا ہے۔''

جین نے چونک کر آنکھیں کھول لیں اور پوچھا کیابات ہے؟''

''کچھ نہیں آپ اپنا گھوڑا سنبھال لیں۔''

جین نے بھاگ کر اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور انور علی نے دلاور خاں کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم پل کے پار جا کر ان کا انتظار کرو اور وہ تمہیں دیکھ لیں تو ایک ہوائی فائر کرنے کے بعد بھاگ نکلو۔ ان میں سے کسی کا گھوڑا تمہارے گھوڑے کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا۔ یہ راستہ انگریزوں کی چوکی کی طرف جاتا ہے۔ اس پل سے دو تین میل آگے تم انہیں چکمہ دے کر دائیں ہاتھ مڑ جاؤ اور جنگل میں روپوش ہو جاؤ۔ اگر وہ انگریزوں کی چوکی کے قریب پہنچ گئے تو انگریز ان سے نپٹ لیں گے۔ ہم اس نالے کے ساتھ ساتھ جنگل میں سفر کریں گے اور پھر یہاں سے کوئی دو میل دور نالے کے دوسرے کنارے پہنچ کر تمہارا انتظار کریں گے۔"

دلاور خاں کو ہدایت دینے کے بعد انور علی جین کی طرف متوجہ ہوا "چلیے!" جین ان کی زبان سے ناواقفیت کے باوجود یہ اندازہ لگا چکی تھی کہ کوئی خطرہ درپیش ہے۔ اس نے کہا۔ "موسیو، مجھے ڈر ہے کہ میں اب گھوڑے پر آپ کا ساتھ نہیں دے سکوں گی۔"

ابھی آپ کو گھوڑے پر سوار ہونے کی ضرورت نہیں آپ آرام سے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑ کر میرے پیچھے چلتی رہیں۔'' جین اس کے پیچھے چل دی اور وہ جنگل میں روپوش ہو گئے۔ چند قدم دور جا کر وہ رک گئے۔ اور دم بخود ہو کر ٹیلے کی طرف گھوڑوں کی ٹاپ سننے لگے۔ پھر انہیں بندوق کا دھماکہ سنائی دیا اور اس کے بعد گھوڑوں کی آہٹ بتدریج کم ہونے لگی۔ انور علی نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اب آپ کا خطرہ گزر چکا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اندھا دھند انگریزوں کی چوکی تک پہنچ جائیں گے اور وہاں سے زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ واپس آئیں گے۔''

''لیکن آپ کا ساتھی؟''

www.magfun.pk.com

اسے کوئی خطرہ نہیں، وہ تھوڑی دیر بعد جنگل میں ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گا۔ چلیے اب ہمیں کچھ دور اس جنگل میں چلنا پڑے گا۔ آپ کو تکلیف تو ہو گی۔ لیکن ابھی کچھ عرصہ ہمارے لیے کنارے سے دور رہنا ضروری ہے۔ نالہ عبور کرنے کے بعد ہمارا راستہ نسبتاً آسان ہو جائے گا اور آپ آزادی سے گھوڑے پر سفر کر سکیں گی۔''

جین نے کہا مجھے سواری کا قطعاً شوق نہیں میں پیدل چلنے میں زیادہ آسانی محسوس کرتی ہوں۔ جنگل بہت گھنا تھا اور تناور درختوں کے نیچے پھیلی ہوئی جھاڑیوں اور طرح طرح کی بیلوں نے اسے اور بھی دشوار بنا دیا تھا۔ بعض مقامات پر انور علی کو اپنی تلوار سے ایک دوسرے کے ساتھ الجھی ہوئی شاخوں کو کاٹ کر راستہ بنانا پڑتا تھا۔ جین بڑی مشکل سے اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ قریباً ایک گھنٹہ چلنے کے بعد ان کے

www.magfunpk.com

گھوڑوں نے کان کھڑے کر دیے اور آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ انور علی نے جلدی سے اپنی تلوار نیام میں ڈالی اور کندھے سے بندوق اتار کر سامنے جھاڑی کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا بات ہے؟'' جین نے سہمی ہوئی آواز میں پوچھا۔

''خاموش!'' انور علی نے مڑ کر اس کی طرف دیکھے بغیر سرگوشی کے انداز میں کہا۔ ایک ثانیہ بعد انہیں شیر کے غرانے کی آواز سنائی دی۔ جین سکتے کے عالم میں کھڑی تھی۔ اچانک سامنے کی جھاڑی میں جنبش پیدا ہوئی اور شیر کے غرانے کی آواز بند ہو گئی۔ انور علی نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے جین کی طرف دیکھا اور کہا ''آپ نے شیر دیکھا؟''

www.magfunpk.com

لیکن جین کی قوت گویائی جواب دے چکی تھی۔ انور علی مسکرایا۔ ''ڈرنے کی کوئی بات نہیں وہ جا چکا ہے۔''

جین نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔ ''میں نے کچھ نہیں دیکھا لیکن اس کی آواز بہت خطرناک تھی خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم پر حملہ نہیں کیا۔'' ''وہ بھوکا نہیں تھا میرا خیال ہے ان جھاڑیوں کے پیچھے اس کا شکار پڑا ہوا ہے۔''

"آپ نے بندوق نہیں چلائی؟"

"اس کی ضرورت نہیں تھی۔"

"آپ نے کبھی شیر مارا ہے؟"

"بہت دفعہ۔"

"یہ خوفناک جنگل کب ختم ہوگا؟"

''یہ جنگل بہت بڑا ہے اب تھوڑی دور آگے نالہ عبور کرنے کے بعد آپ کی مشکلات ختم ہو جائیں گی۔'' چند منٹ بعد وہ جنگل سے نکل کر نالے کے کنارے سے نمودار ہوئے اور انور علی نے کہا۔ ''اب آپ گھوڑے پر سوار ہو جایئے۔ ہمیں نالہ عبور کرنا ہے۔''

''پانی زیادہ گہرا تو نہیں؟''

''نہیں۔''

انور علی نے اپنے گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے کہا۔ ''آپ اپنا گھوڑا میرے پیچھے رکھیں۔'' جین نے کچھ کہے بغیر اس کے حکم کی تعمیل کی اور وہ کمر برابر پانی میں سے گزر کر نالے کے پار پہنچ گئے۔ اس کے بعد کوئی آدھ میل کنارے کے ساتھ ساتھ چلنے کے بعد انور علی

www.magfunpk.com

اپنا گھوڑا روک کر نیچے اُتر پڑا اور جین کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔ ''اب ہمیں اپنے ساتھی کا انتظار کرنا پڑیگا۔''

جین نے کہا۔ ''اسے یہ کیسے معلوم ہوگا کہ ہم یہاں ہیں؟''

''میں نے اسے بتا دیا تھا کہ ہم دو میل چلنے کے بعد اس کا انتظار کریں گے۔''

آپ کا مطلب ہے کہ ہم نے ابھی صرف دو میل کا فاصلہ طے کیا ہے؟'' جین نے حیران ہو کر پوچھا۔''

''ہاں جنگل میں ہماری رفتار بہت سست تھی لیکن دلاور خاں کو اس وقت تک پہنچ جانا چاہیے تھا۔''

www.magfunpk.com

جین گھوڑے سے اُتر کر ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ کوئی پندرہ منٹ بعد انہیں جنگل میں ایک گھوڑے کی ٹاپ سنائی دی۔ انور علی نے کہا۔ ''لیجیے وہ آ گیا۔'' اور جین اٹھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد دلاور خاں درختوں سے نمودار ہوا اور انور علی نے اسے دیکھتے ہی کہا۔ ''تم نے بہت دیر لگا دی!''

''جناب خدا کا شکر ہے کہ آپ مل گئے ہیں۔ مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ میرا رخ کس طرف ہے۔ میں ابھی یہ سوچ رہا تھا کہ واپس مڑوں اور دوبارہ پل کے قریب پہنچ کر نالے کے کنارے کنارے اس طرف آؤں۔''

''ہمارا پیچھا کرنے والوں کو کہاں چھوڑ آئے ہو؟''

www.magfunpk.com

''جناب وہ تو اب پانڈی چری کے قریب پہنچ چکے ہوں گے۔ میں انہیں چکمہ دے کر انگریزوں کی چوکی کے بالکل قریب لے گیا تھا۔ اس کے بعد پگڈنڈی کے قریب جھاڑیوں کے پیچھے چھپ کر اپنی آنکھوں سے ان کی بدحواسی کا تماشا دیکھ رہا تھا۔ وہ بے تحاشا گھوڑے بھگاتے واپس آ رہے تھے اور انگریز سواروں کا ایک دستہ انکے پیچھے تھا۔ جب وہ گزر گئے تو میں وہاں سے کھسک آیا۔ میں یہ نہیں دیکھ سکا کہ فرانس کی پولیس کا کوئی آدمی زخمی ہوا یا نہیں۔ بہرصورت انگریز ان پر بے تحاشا گولیاں برسا رہے تھے۔''

جین کے استفسار پر انور علی نے فرانسیسی زبان میں اسے اپنے نوکر کی کارگزاری سنا دی اور اس کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں ۔اس نے کہا۔ ’’موسیو مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے انسپکٹر برنارڈ کی پسپائی کا تماشا نہ دیکھ سکی۔‘‘ انور علی نے کہا۔ ’’چلیے اب دیر ہو رہی ہے۔‘‘ وہ گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور انور علی نے کہا۔ ’’دلاور خاں ہمیں شام سے پہلے کسی محفوظ جگہ پہنچنا ہے۔ اب تم ہماری رہنمائی کرو۔‘‘ دلاور خاں نے کہا اس جنگل میں تھوڑی دور آگے ایک پگڈنڈی ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ کرشنا گری کے راستے سے جا ملتی ہے۔‘‘ ’’چلو!‘‘

غروب آفتاب کے وقت چند میل اور طے کرنے کے بعد یہ لوگ ایک پہاڑی کے دامن میں رُکے اور انور علی نے جبین کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ ''اب رات ہونے کو ہے اور آگے چند میل تک جنگل زیادہ گھنا ہے اس لیے ہمیں صبح تک یہیں قیام کرنا پڑے گا۔

'' وہ گھوڑوں سے اتر پڑے۔ جبین ایک پتھر پر بیٹھ گئی اور انور علی اور دلاور خاں گھوڑوں کو ایک جھاڑی کے ساتھ باندھنے اور ان کی زینیں اتارنے میں مصروف ہو گئے۔ پھر انہوں نے پاس ہی شفاف پانی کے ایک چھوٹے سے چشمے سے وضو کیا اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے ۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو جبین پتھر پر بیٹھنے کی بجائے نڈھال سی ہو کر زمین پر لیٹی ہوئی تھی۔ انور علی نے گھوڑوں کے زینوں کے دو نمدے نکال کر اس کے قریب بچھا دیے اور تیسرا نمدہ لپیٹ کر تکیے کی جگہ رکھتے ہوئے کہا۔

www.magfunpk.com

''آپ شاید زمین پر سونے کی عادی نہ ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ اس وقت میں آپ کے لیے اس سے بہتر بچھونے کا انتظام نہیں کر سکتا۔ آپ کچھ کھالیں اور اطمینان سے سو جائیں۔''

جین نمدے پر بیٹھ گئی اور انور علی نے اپنا رومال اس کے سامنے بچھا دیا اور پھر خورجین سے ایک روغنی روٹی نکال کر رومال پر رکھتے ہوئے کہا۔ ''یہ وہ ہی کھانا ہے جو آپ نے دوپہر کے وقت کھایا تھا۔ مجھے افسوس ہے ہم راستے میں آپ کے لیے کوئی شکار بھی تلاش نہیں کر سکے۔''

''یہ روٹی کافی لذیذ ہے۔''

جین نے بے تکلفی سے نوالہ توڑتے ہوئے کہا۔

www.magicpk.com

"آپ نہیں کھائیں گے۔"

"ہم بھی کھالیں گے' میرے تھیلے میں ابھی کافی روٹیاں پڑی ہیں۔" جین نے چند لقمے کھانے کے بعد باقی روٹی رومال میں لپیٹ کر ایک طرف رکھ دی' پھر اٹھ کر چشمے سے پانی پیا اور واپس آ کر بیٹھ گئی' لیکن تھوڑی دیر بعد اس نے اچانک اٹھ کر بیٹھتے ہوئے انور علی کی طرف دیکھا اور کہا "موسیو میں موت سے نہیں ڈرتی لیکن نیند کی حالت میں موت کا تصور میرے لیے بہت بھیانک ہے۔ آپ کو یقین ہے کہ رات کے وقت یہاں ہمیں کوئی خطرہ نہیں......؟ میرا مطلب ہے کہ بے خبری کی حالت میں شیر' چیتے یا بھیڑیے تو ہم پر حملہ نہیں کریں گے؟"

"انور علی نے جواب دیا آپ اطمینان سے سو جائیں۔"

www.magfunpk.com

جیین نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔ ”آپ کا ساتھی کہاں گیا ہے۔“

”وہ آگ جلانے کے لیے خشک لکڑیاں جمع کر رہا ہے۔“

”ہاں موسیو آگ ضرور جلا دیجیے، مجھے اس تاریکی سے بہت خوف آتا ہے۔“

یہ کہہ کر جین لیٹ گئی اور تھوڑی دیر بعد وہ دنیا و مافیا سے بے خبر گہری نیند سو رہی تھی۔ چند گھنٹے بعد جب اس کی آنکھ کھلی تو اسے قریب ہی آگ کا ایک الاؤ دکھائی دیا۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ انور علی چند قدم دور اپنی بندوق تھامے ایک پتھر پر بیٹھا ہوا تھا۔ آگ کی روشنی اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ جین دیر تک اس کی طرف دیکھتی رہی۔ گزشتہ واقعات اسے ایک خواب معلوم ہو رہے تھے۔ یہ نوجوان جو چند گھنٹے قبل اس کے لیے اجنبی تھا' اب برسوں کا ساتھی معلوم ہو رہا تھا۔ وہ اس کے ساتھ باتیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ اسے بتانا چاہتی تھی کہ تم فرشتے ہو لیکن تشکر اور احسان مندی کے سینکڑوں الفاظ اس کی زبان تک آ کے رک گئے۔ وہ دبی زبان میں موسیو سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکی۔

انور علی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور اس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ جین نے کہا ''موسیو اب کیا وقت ہو گا؟''

www.magfunpk.com

”انور علی نے جواب دیا آدھے سے زیادہ رات گزر چکی ہے۔“

”آپ کا ساتھی کہاں ہے؟“

”انور علی نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ سو رہا ہے۔“

جین نے کہا میں بڑی مدت کے بعد اتنی گہری نیند سوئی ہوں مجھے وقت کا احساس تک نہیں رہا۔ آپ شاید بالکل نہیں سوئے؟''

”میں پہرہ دے رہا تھا۔ اب دلاور خاں کی باری ہے۔“

”موسیو مجھے پیاس محسوس ہو رہی ہے۔“

”میں ابھی پانی لاتا ہوں۔“

انور علی نے یہ کہہ کر ایک پیالہ اٹھایا اور چشمے سے بھر لایا۔ جین نے پانی پینے کے بعد کہا۔ ''یہ جنگل کب ختم ہوں گے؟'' انور علی مسکرایا۔

''آپ جنگل سے بہت ڈرتی ہیں؟''

''نہیں موسیو! اب آپ کے ساتھ سفر کرتے ہوئے مجھے ڈر محسوس نہیں ہوگا۔''

انور علی نے کہا۔ ''میرے لیے یہ تکلیف دہ راستہ اختیار کرنا ایک مجبوری تھی۔ ارکاٹ کی حدود میں جگہ جگہ انگریزوں کی چوکیاں ہیں۔ اگر ہم دوسرا اختیار کرتے تو ممکن تھا کہ آپ کو کسی چوکی پر روک لیا جاتا اور پھر ان سے یہ بعید نہ تھا کہ وہ آپ کے متعلق پانڈی چری کی پولیس سے استفسار کرتے اور آپ کو ان کے حوالے کر دیتے لیکن آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ کل دوپہر یا شام تک ہم جنگل سے نکل کر ایک آباد علاقے میں پہنچ جائیں گے۔ آپ سو جائیں ہمیں علی الصباح یہاں سے کوچ کرنا ہے۔''

انور علی، دلاور خاں کی طرف بڑھا اور اسے جگانے کے بعد جین سے چند قدم دور ایک گھوڑے کی زین پر سر رکھ کر لیٹ گیا۔ جین کچھ دیر بیٹھی اپنے ماضی، حال اور مستقبل کے متعلق سوچتی رہی۔ رات کی ٹھنڈی ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکے نہایت خوشگوار تھے۔ آسمان صاف تھا اور ستارے معمول سے زیادہ بڑے اور چمک دار معلوم ہو رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پھر گہری نیند سو رہی تھی۔

اگلے دن یہ لوگ چند چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں عبور کرنے کے بعد ایک وادی کے گنجان جنگل میں سے گزر رہے تھے۔ اچانک انور علی اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور ساتھیوں کو رکنے کا اشارہ کر کے دبے پاؤں ایک طرف بڑھا اور گھنی جھاڑیوں میں روپوش ہو گیا جین بدحواس ہو کر اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی لیکن دلاور خاں کے چہرے پر غایت کا اطمینان تھا۔ اچانک جنگل میں بندوق کی آواز سنائی دی اور جین چلا چلا کر دلاور خاں سے کچھ پوچھنے لگی۔ دلاور خاں فرانسیسی زبان سے ناواقف تھا۔ اس نے چند بار شکار شکار کہہ کر جین کو تسلی دینے کی کوشش کی اور پھر اشاروں سے سمجھانے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس نے پہلے اپنی دونوں کہنیاں کانوں کے ساتھ جوڑ کر ہاتھ فضا میں بلند کر دیے۔ پھر گلے میں لٹکی ہوئی بندوق اتار کر ایک طرف نشانہ باندھا اور بالآخر ایک چھوٹا سا خنجر نکال کر اپنی گردن پر پھیرتے ہوئے کہا۔ ''شکار شکار۔''

جین کے لیے اس کی زبان کی طرح اس کے اشارے بھی ایک معما تھے اور وہ انتہائی اضطراب اور بے بسی کی حالت میں اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد انور علی اپنے کندھے پر ایک ہرن اٹھائے نمودار ہوا اور جین کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں۔

کچھ دیر بعد وہ ایک ندی کے کنارے آگ جلا کر ہرن کا گوشت بھون رہے تھے۔ پاس ہی ایک درخت کی شاخوں پر چند بندر کود رہے تھے۔ جین اپنی جگہ سے اٹھی اور درخت کے نیچے جا کر بندروں کو دیکھنے لگی۔ اچانک اسے جنگل کی طرف جھاڑیوں میں آہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے مڑ کر دیکھا اور ایک ثانیے کے لیے مبہوت رہ گئی۔ پھر چیخ مار کر وہاں سے بھاگی۔ انور علی اور دلاور خاں بندوقیں اٹھا کر اس کی طرف دوڑے جین نے سراسیمگی کی حالت میں انور علی کا بازو پکڑ لیا۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اس کی گویائی سلب ہو چکی تھی۔ دہشت کے باعث اس کا سارا

جسم کانپ رہا تھا۔ انور علی چند ثانیے جنگل کی طرف دیکھتا رہا اور پھر ایک مسکراہٹ کے ساتھ جین کی طرف متوجہ ہو کر بولا۔

''ارے یہ تو ہاتھی ہیں آپ اس قدر ڈر گئیں!''

''انور علی کی مسکراہٹ نے جین کا خوف کسی حد تک دور کر دیا اور اس نے کہا آپ ہاتھی کو خطرناک نہیں سمجھتے؟''

''نہیں''

''تو پھر آپ کس چیز کو خطرناک سمجھتے ہیں؟'' انور علی مسکرایا۔ ''میں صرف آپ کا چیخیں مار کر بھاگنا خطرناک سمجھتا ہوں۔ ایسی حالت میں جنگل کے جانور عام طور پر بدحواس ہو کر حملہ کر دیتے ہیں۔'' پانچ چھ ہاتھیوں کا ریوڑ چنگھاڑتا اور جھاڑیوں کو روندتا ہوا ایک طرف بھاگ رہا تھا۔ جین نے کہا۔ ''مجھے افسوس ہے کہ میں نے آپ کو بلاوجہ پریشان کیا۔ لیکن جو ہاتھی میں نے دیکھا تھا وہ بہت ہی بڑا تھا۔'' انور علی نے کہا ''جنگل میں ہر ہاتھی پہلی بار بہت بڑا نظر آتا ہے۔ چلیے آپ کا کھانا تیار ہے۔''

میسور کی حدود میں داخل ہونے کے بعد جین یہ محسوس کر رہی تھی کہ ماضی کے تاریک سائے اب اس کا پیچھا چھوڑ چکے ہیں۔ اب اس کے آگے گھنے جنگلوں کے دشوار گزار راستوں کی بجائے کشادہ سڑکیں تھیں۔ میسور کی پہلی چوکی سے انور علی نے اس کے لیے ایک بیل گاڑی مہیا کر دی تھی اور کرشنا گری سے آگے وہ ایک آرام دہ پالکی میں سفر کر رہی تھی۔ وہ گھبراہٹ اور پریشانی جو اس نے پانڈی سے ایک اجنبی کے ساتھ روانہ ہوتے وقت محسوس کی تھی اب دور ہو چکی تھی اور وہ ایسا محسوس کرتی تھی کہ انور علی کو وہ مدتوں سے جانتی ہے۔ ابتدائی منازل میں وہ بار بار اس سے اس قسم کے سوالات کیا کرتی تھی کہ اب سرنگا پٹم کتنی دور ہے..... ہم کتنے میل آ چکے ہیں اور کتنے میل باقی ہیں..... ابھی ہمیں کتنی پہاڑیاں، کتنے دریا اور کتنے جنگل عبور کرنے ہیں..... اب راستے میں ہمیں خطرناک درندوں کے حملے کا خطرہ تو نہیں؟ لیکن اب اس

کے لیے صرف اتنا جاننا کافی تھا کہ وہ سفر کر رہی ہے اور انور علی اس کے ساتھ ہے۔

پھر ایک دن دوپہر کے وقت وہ ایک بلند چوٹی سے چند قدم دور رُکے۔ تھکے ہوئے کہاروں نے انور علی کا اشارہ پا کر جین کی پالکی زمین پر رکھ دی اور پگڈنڈی کے پاس درختوں کے سائے میں بیٹھ گئے۔ انور علی اپنے گھوڑے سے اُترا اور لگام دلاور خاں کے ہاتھ میں دے کر جین کی طرف متوجہ ہوا۔

''ہمارا سفر ختم ہونے والا ہے' آپ اس ٹیلے کی چوٹی سے سرنگاپٹم کی پہلی جھلک دیکھ سکیں گی۔''

www.magfunpk.com

جین پالکی سے اتری اور کسی توقف کے بغیر تیزی سے ٹیلے کی چوٹی کی طرف بڑھی۔ چند قدم چلنے کے بعد اس نے مڑ کر انور علی کی طرف دیکھا اور کہا۔ ''آپ نہیں آئیں گے؟''

''اچھا آتا ہوں۔'' انور علی آگے بڑھا اور جین کے قریب پہنچ کر بولا۔ ''سرنگا پٹم دیکھنے کے لیے مجھے اس ٹیلے کی چوٹی پر پہنچنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس شہر کے مناظر ہمیشہ میری آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں۔''

تھوڑی دیر بعد وہ ٹیلے کی چوٹی پر کھڑے تھے اور جین دم بخود ہو کر سرنگا پٹم کے دلفریب مناظر دیکھ رہی تھی..... ٹیلے سے نیچے کوئی دو میل دور دریائے کاویری بہہ رہا تھا اور بلند فصیل کے برج' شاہی محل کے کنگرے اور مسجد کے گنبد اور مینار دکھائی دے رہے تھے۔

www.magfunpk.com

انور علی نے کہا۔ ''سرنگا پٹم ایک جزیرہ ہے اور دریا کی ایک شاخ اس کی دوسری طرف ہے۔''

جین کے ہونٹوں پر ایک دلفریب تبسم تھا اور اس کی آنکھوں میں امید کے چراغ روشن تھے۔ وہ کہہ رہی تھی ''یہ میری آخری جائے پناہ ہے۔ یہ میرے سپنوں کی جنت ہے۔ آپ نے مجھ پر بہت احسان کیا ہے۔ مجھے اظہار تشکر کے لیے الفاظ نہیں ملتے۔ میں ایک بات پر بہت نادم ہوں۔ مجھے اپنا کوئی راز آپ سے نہیں چھپانا چاہیے تھا، لیکن میں نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ لیمرٹ...... میرا مطلب ہے لیگر انڈ سے میری شادی نہیں ہوئی۔''

انور علی مسکرایا۔ ''آپ نے میری معلومات میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔ لیگر انڈ میرا دوست ہے اور وہ مجھے اپنی تمام سرگزشت سنا چکا تھا۔''

جین نے کہا۔ ''موسیو آپ برا نہ مانیں تو۔ میں بچپن میں اس ملک کے انسانوں کے متعلق عجیب وغریب باتیں سنا کرتی تھی۔''

''آپ نے سنا ہوگا کہ ہم وحشی ہیں اور ہم انسانیت کا کوئی احترام نہیں کرتے۔''

''ہاں اور یہ بھی کہ اس ملک کے لوگوں کی شکلیں بہت خوفناک ہوتی ہیں۔ پانڈی چری کی بندرگاہ پر آپ کو دیکھ کر مجھے اس بات کا یقین نہیں آتا تھا کہ آپ اس ملک کے باشندے ہیں تاہم آپ کے ساتھ چلتے وقت مجھے خوف محسوس ہوتا تھا۔ اگر پولیس کا خوف نہ ہوتا تو میں آپ کے ساتھ سفر کرنے پر کبھی رضامند نہ ہوتی۔ پانڈی چری سے نکلتے وقت مجھے بار بار یہ خیال آتا تھا کہ آپ کسی جنگل یا صحرا میں پہنچ کر میرا گلا گھونٹ ڈالیں گے۔''

''اور اب؟'' جین مسکرائی۔ ''اب تو میں دنیا کے آخری کونے تک آپ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہوں۔'' انور علی نے سرنگاپٹم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''وہ میری دنیا کا آخری کونہ ہے اور میں یہ دعا کرتا ہوں کہ وہاں پہنچ کر آپ یہ دیکھیں کہ زندگی کی تمام راحتیں آپ کا انتظار کر رہی ہیں..... میری والدہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گی اور میں یہ چاہتا ہوں کہ جب تک آپ کی شادی نہیں ہوتی آپ ہمارے گھر میں رہیں۔ مجھے شاید وہاں پہنچتے ہی کسی محاذ پر بھیج دیا جائے گا اور میرا چھوٹا بھائی بھی شاید زیادہ عرصے گھر نہ رہ سکے۔ ہماری غیر حاضری کے دوران میں آپ میری والدہ کی دلجوئی کر سکیں گی..... مجھے یقین ہے کہ لیگر انڈ کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔''

جین کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ اس نے کہا ''اگر میں آپ کی دعوت قبول نہ کروں تو یہ ناشکر گزاری ہوگی۔ اگر آپ دعوت نہ دیتے تو بھی سرنگا پٹم میں میرے لیے آپ کا سہارا لینے کے سوا کوئی اور چارہ نہ تھا۔ آپ کا گھر کس طرف ہے؟'' انور علی نے شہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ ان درختوں کے پیچھے ہے لیکن آپ یہاں سے نہیں دیکھ سکیں گی۔ اب چلیے!'' انور علی یہ کہہ کر پہاڑی سے نیچے اترنے لگا اور جین اس کے پیچھے چل پڑی۔ چند منٹ بعد وہ اپنی پالکی پر سوار ہو رہی تھی۔

غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے فرحت اور مراد علی مکان کی بالائی منزل کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ منور خاں ایک صندوقچہ اٹھائے بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کہا۔ ''بی بی جی! انور علی صاحب آ گئے ہیں۔ دلاور خاں بھی آ گیا ہے۔ وہ ایک میم کو بھی ساتھ لے آئے ہیں۔''

مراد علی اپنی کرسی سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکل کر زینے کی طرف بڑھا۔ نیچے اتر کر صحن میں داخل ہوتے ہی اسے انور علی اور جین دکھائی دیے اور وہ بھاگ کر بے اختیار اپنے بھائی سے لپٹ گیا۔ فرحت برآمدے میں نمودار ہوئی۔ انور علی نے جلدی سے آگے بڑھ کر اسے سلام کرنے کے بعد کہا۔ ''امی جان، میرے ساتھ ایک مہمان ہے۔''

www.magfunpk.com

''فرحت نے کہا آؤ بیٹی ہمیں تمہارا ہی انتظار تھا۔'' انور علی نے فرانسیسی زبان میں کہا۔ ''امی جان آپ کا خیر مقدم کرتی ہیں۔''

جین مغربی آداب کے مطابق جھک گئی اور فرحت نے شفقت سے دونوں ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیے۔ اپنی ماں اور بھائی کے ساتھ جین کا تعارف کرانے کے بعد انور علی نے پوچھا ''لیگر انڈ کہاں ہے؟'' مراد علی نے جواب دیا۔ ''بھائی جان وہ فوج میں بھرتی ہونے کے چند دن بعد اپنے کیمپ میں چلا گیا تھا۔ وہ ہر روز ان کے متعلق پوچھنے کے لیے آتا ہے اور جب سے اسے یہ معلوم ہوا ہے کہ موسیو لالی کی رجمنٹ سرنگاپٹم سے کوچ کرنے والی ہے وہ بہت زیادہ بے چین رہتا ہے، میں اسے ابھی اطلاع دیتا ہوں۔''

www.magfunpk.com

''ٹھہرو! میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں' مجھے سپہ سالار کی خدمت میں حاضری دینی ہے۔لیکن نہیں'تم یہیں ٹھہرو۔امی جان کو ان کے ساتھ باتیں کرنے کے لیے ایک مترجم کی ضرورت پڑے گی۔میں لیگر انڈ کو بھیج دوں گا۔''ماں نے کہا۔''بیٹا لباس تبدیل نہیں کرو گے؟''

''امی جان میں جو فالتو جوڑے لایا تھا وہ اس سے زیادہ میلے ہو چکے ہیں۔راستے میں انہیں دھلوانے کا موقع نہیں ملا۔''

ماں نے کہا''تم جو کپڑے یہاں چھوڑ گئے تھے وہ سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں۔''

چند منٹ بعد انور علی فوجی مستقر کی طرف روانہ ہو چکا تھا اور فرحت ایک کمرے میں مراد علی کو اپنا ترجمان بنا کر جین کے ساتھ باتیں کر رہی تھی۔ قریباً ایک گھنٹہ بعد جین اور لیگر انڈ انور علی کے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے اور جین اسے ماریش سے لے کر سرنگا پٹم تک کے سفر کے واقعات سنا رہی تھی۔ جین کی سرگزشت سننے کے بعد لیگر انڈ نے کہا ''جین ماریش سے روانہ ہونے کے بعد میری زندگی کا کوئی لمحہ تمہاری یاد سے خالی نہ تھا۔ آج میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ میری نئی زندگی کا پہلا دن ہے میں میسور کی فوج میں بھرتی ہو چکا ہوں..... اور دو چار دن بعد ہمارا دستہ یہاں سے کوچ کر رہا ہے..... انور علی چاہتا ہے کہ کہ تم ہماری شادی تک اس کی والدہ کے پاس رہو، لیکن اگر تمہیں ان کے ہاں رہنا پسند نہ ہو تو یہاں تمہارے لیے کسی علیحدہ مکان کا بندوبست ہو سکتا ہے۔''

جین نے جواب دیا ''میں ان کی دعوت قبول کر چکی ہوں۔ آپ کو میرے متعلق فکر مند نہیں ہونا چاہئے۔''

''اگر جنگ نہ چھڑ گئی تو میں واپس آ جاؤں گا اور پھر میری پہلی درخواست یہ ہو گی کہ ہمیں کسی تاخیر کے بغیر شادی کر لینی چاہئے۔''

جین نے کچھ دیر سوچنے کے بعد جواب دیا۔ ''ڈلیگر انڈ ابھی مجھے اس مسئلہ کے متعلق سوچنے کا موقع نہیں ملا۔ ہمیں کسی اچھے وقت کا انتظار کرنا چاہئے۔''

تھوڑی دیر بعد وہ انور اور مراد کے ساتھ ایک میز پر کھانا کھا رہے تھے۔ جین کا سفر ان کی گفتگو کا موضوع تھا۔ کھانا کھانے کے بعد جین بظاہر ان کی باتوں میں دلچسپی لینے کی کوشش کر رہی تھی لیکن تھکاوٹ اور نیند کے باعث اس کا برا حال ہو رہا تھا۔

www.magfunpk.com

لیگر انڈ نے کہا۔ ''تمہاری طبیعت ٹھیک ہے نا؟''

''میں کچھ تھکاوٹ محسوس کر رہی ہوں۔'' اس نے اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ''تو تمہیں آرام کرنا چاہئے۔''

جین اٹھ کر کھڑی ہوگئی اور انور علی نے کہا ''مراد جاؤ انہیں امی جان کے پاس لے جاؤ۔''

وہ کمرے سے باہر نکل گئے اور انور علی لیگر انڈ کی طرف متوجہ ہوا۔

''تم نے اپنی شادی کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟''

www.magfunpk.com

''ہم نے ابھی کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ ہماری بٹالین چار دن بعد یہاں سے کوچ کر رہی ہے۔ ان حالات میں شادی کے متعلق ہم کیا سوچ سکتے ہیں؟''

''میں موسیو لالی سے کہوں گا کہ وہ تمہاری شادی کے لیے بہت جلد چھٹی دے دیں۔ تمہیں جین کے متعلق پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ امی جان تمہاری غیر حاضری میں اس کا خیال رکھیں گی مجھے صرف ایک ہفتہ کیلئے یہاں ٹھہرنے کی چھٹی ملی ہے۔ اس کے بعد مجھے ملیبار یا شمالی سرحد کے کسی قلعے کی حفاظت پر متعین کر دیا جائے گا۔''

www.magfunpk.com

لیگر انڈ نے پوچھا ''آپ نے کہا تھا کہ آپ اپنی جگہ کسی دوسرے افسر کی آمد کا انتظار کیے بغیر پانڈی چری سے آ گئے تھے۔ سپہ سالار اس کی بات پر خفا تو نہیں ہوئے؟''

وہ بہت خفا ہوئے تھے لیکن میں تمہاری اور جین کی سرگزشت سنا کر ان کا غصہ دور کر دیا تھا۔ مجھے رخصت کرتے وقت انہوں نے کہا تھا۔ ''انور علی، میں تم سے بہت خفا ہوں۔ میں اپنے کسی افسر سے ایسی کوتاہی برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر تم اس بے بس لڑکی کی مدد سے کوتاہی کرتے تو میں تم سے بہت زیادہ خفا ہوتا..... تم نے میسور کے سپاہی کی مدد کی اور میں تمہیں شاباش کا مستحق سمجھتا ہوں۔''

www.magfunpk.com

لیگرانڈ نے کہا۔ ''اب آپ کو بھی آرام کی ضرورت ہے' مجھے اجازت دیجئے میں کل ملوں گا۔'' انور علی نے کہا ''چلو' میں تم کو دروازے تک چھوڑ آؤں۔''

تھوڑی دیر بعد وہ ڈیوڑھی سے باہر کھڑے تھے' لیگرانڈ نے مصافحے کیلئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا ''موسیو' میں آپ کا شکر گزار ہوں۔'' انور علی نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے چاند کی روشنی میں اسکی طرف دیکھا لیگرانڈ کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں۔ وہ بولا ''لیگرانڈ تم میرے دوست ہو.....اور میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا۔''

www.mazfunpk.com

بلقیس اپنی بیٹیوں اور گاؤں کی چند عورتوں کے ساتھ مکان کے ایک کشادہ کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی' خادمہ نے چلمن اٹھا کر اندر جھانکتے ہوئے کہا۔

''بی بی جی خان صاحب آپ کو بلاتے ہیں'' بلقیس اٹھ کر کمرے سے باہر نکلی اور خادمہ نے ڈیوڑھی کے پاس ایک کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ''خان صاحب وہاں ہیں اور ان کے ساتھ ایک مہمان بھی ہے۔''

بلقیس کشادہ صحن عبور کرنے کے بعد کمرے کے دروازے کے قریب رکی اور ایک ثانیہ اندر جھانکنے کے بعد پریشان سی ہو کر ایک طرف ہٹ گئی۔ کمرے سے اکبر خان کی آواز سنائی دی'' بلقیس اندر آؤ' یہ مراد علی ہے۔''

www.magfunpk.com

بلقیس کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا اور وہ اپنے دل میں خوش گوار دھڑکنیں محسوس کرتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ مراد علی' چچی جان' السلام علیکم!'' کہہ کر اپنی کرسی سے اٹھا اور مودب کھڑا ہو گیا کوشش کے باوجود بلقیس اپنے منہ سے کچھ نہ کہہ سکی اور اس نے ایک لمحہ توقف کے بعد آگے بڑھ کر اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ مراد علی کے سر پر رکھ دیے۔ اچانک اس کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے اور اس نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا ''مراد تم اکیلے ہو؟''

''ہاں چچی جان' بھائی جان انور علی گھر سے باہر تھے اور انہیں چھٹی نہیں مل سکی۔'' بلقیس نے کہا ''میرا خیال تھا تمہاری امی جان ضرور آئیں گی۔''

www.magfunpk.com

''چچی جان وہ آنے کے لیے تیار تھیں لیکن ان کی صحت اس قابل نہ تھی کہ وہ اتنا طویل سفر کر سکتیں، وہ کہتی تھیں کہ جب شہباز کی شادی ہو گی تو میں ضرور آؤں گی۔'' اکبر خاں نے کہا، بلقیس بیٹھ جاؤ اور وہ ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ مراد علی بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ایک کمسن لڑکی بھاگتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی لیکن اچانک مراد علی کو دیکھ کر جھجکتی ہوئی ایک طرف ہٹ گئی اور اکبر خان کی کرسی کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔ اکبر خان نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا ''ثمینہ! یہ تمہارے سرنگا پٹم والے بھیا مراد علی ہیں۔ وہ اتنی دور سے تمہیں دیکھنے آئے ہیں اور تم نے انہیں سلام بھی نہیں کیا!''

www.magfunpk.com

ثمینہ کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں اور وہ ''بھائی جان السلام علیکم'' کہہ کر پورے انہماک کے ساتھ مراد علی کی طرف دیکھنے لگی۔ پھر وہ جھجکتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھی اور باہر نکل کر پوری رفتار سے بھاگنے لگی۔ آن کی آن میں وہ صحن عبور کرنے کے بعد ایک اور کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کی بڑی بہن تنویر اپنی سہیلیوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی۔ ثمینہ ہانپتی ہوئی آگے بڑھی اور بے اختیار اس کے ساتھ لپٹ گئی۔ اس نے اپنا منہ تنویر کے کان سے لگا دیا تنویر نے اسے ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا۔

''پگلی میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا' انسانوں کی طرح بات کرو۔'' لیکن ثمینہ دوبارہ اس کے ساتھ لپٹ گئی اور سرگوشی کے انداز میں بولی

''آپا جان' وہ آگئے ہیں۔''

www.magfunpk.com

''کون آ گئے ہیں؟'' ایک لڑکی نے پوچھا۔ دوسری بولی۔ ''ارے ثمینہ یہ کہہ رہی ہے کہ برات والے آ گئے ہیں۔'' کمرہ تنویر کی سہیلیوں کے قہقہوں سے گونج اٹھا اور وہ لہو کے گھونٹ پی کر رہ گئی۔ ایک لڑکی نے ثمینہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔ ''اری ثمینہ سچ بتاؤ کون آیا ہے؟'' لیکن ثمینہ نے جھٹک کر اپنا ہاتھ چھڑا لیا اور تنویر کی طرف متوجہ ہو کر پوری قوت سے چلائی ''آپا جان سرنگا پٹم والے بھائی جان مراد علی آ گئے ہیں۔'' تنویر اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکی اور اس نے ثمینہ کو بازو سے پکڑ کر قریب بٹھایا۔ دوسرے کمرے میں اکبر خاں اور بلقیس کچھ دیر مراد علی سے باتیں کرتے رہے بالآخر اکبر خاں نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ''میں ذرا باہر مہمانوں کو دیکھوں۔'' بلقیس نے کہا ''آپ ماموں جان کو دیوان خانے میں بھیج دیں۔ وہ بڑی بے تابی سے ان کا انتظار کر رہے تھے۔''

اکبر خاں نے جواب دیا ''ماموں جان کے ساتھ آتے ہی ان کی ملاقات ہوگئی تھی۔'' مراد علی نے کہا ''چچا جان! بھائی شہباز کہاں ہیں؟''
وہ باہر خیمے نصب کروا رہا ہے۔ میں ابھی بھیجتا ہوں؟ مراد علی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ''چچا جان میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔'' پھر اس نے آگے بڑھ کر دروازے کے پاس پڑی ہوئی ریشمی کپڑے کی ایک گٹھڑی اٹھائی اور بلقیس کے قریب ایک کرسی پر رکھتے ہوئے کہا۔ ''چچی جان' امی جان نے یہ کچھ چیزیں بھیجی ہیں۔'' اکبر خان نے کہا ''دیکھو بیٹا یہ گٹھڑی تمہیں اسی طرح واپس لے جانی پڑے گی' میں نے بار بار ان سے تاکید کی تھی کہ وہ کوئی تکلیف نہ کریں۔''

www.magfunpk.com

مراد علی نے کہا ''انہوں نے آپ کیلئے کوئی تکلیف نہیں کی۔ چچا جان وہ یہ کہتی تھیں کہ تنویر اور ثمینہ مجھے اپنے بچوں سے زیادہ عزیز ہے۔ وہ یہ بھی جانتی ہیں کہ خدا نے آپ کو سب کچھ دے رکھا ہے لیکن آپ نے اپنی بچیوں کے لیے ان کے تحائف قبول نہ کیے تو انہیں بہت تکلیف ہو گی۔ آپ ہمیں یہ احساس نہ دلائیں کہ ابا جان کی وفات کے بعد ہم کسی قابل نہیں رہے۔''

مراد علی کے یہ الفاظ ایک نشتر کی طرح اکبر خاں کے دل میں اتر گئے اور اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ''بیٹا یہ نہ کہو' تمہاری طرف سے ایک چیتھڑا بھی میرے نزدیک دنیا بھر کے خزانوں سے زیادہ قیمت رکھتا ہے۔''

www.magfunpk.com

وہ باہر نکل گئے اور بلقیس نے قدرے تذبذب کے بعد گٹھڑی کھولی۔ گٹھڑی سے ریشم اور زرتار کے چند جوڑوں کے علاوہ صندل کی ایک چھوٹی سی صندوقچی برآمد ہوئی۔ بلقیس نے صندوقچی کا ڈھکنا اٹھایا تو اس کے اندر موتیوں کے ہار، طلائی کنگن اور بالیاں تھیں جن میں ہیرے جڑے ہوئے جگمگا رہے تھے۔ صندوقچی میں زیورات کے علاوہ فرحت کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک رقعہ بھی تھا جس کا مضمون یہ تھا:

''میری پیاری بہن!

مجھے امید ہے کہ آپ معمولی تحائف قبول فرمائیں گی۔ زرتار کا جوڑا انھی ثمینہ کیلئے ہے۔ باقی تمام تنویر کیلئے۔ خدا معلوم میں کب تک زندہ رہوں۔ اس لیے میں دونوں بہنوں کے لیے چند زیورات بھیجے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں بذات خود اس خوشی میں شریک نہیں ہو سکی۔ لیکن میری دعائیں ہر وقت آپ کے ساتھ ہیں۔''

تمہاری بہن۔

ثمینہ کمرے میں داخل ہوئی اور اس نے کہا ''امی جان وہ کہاں گئے؟'' بلقیس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ''وہ باہر گئے ہیں بیٹی۔''

ثمینہ نے صندوقچی میں ہاتھ ڈال کر موتیوں کا ایک ہار نکالتے ہوئے پوچھا ''امی جان یہ آپا کے لیے ہے؟''

ہاں بیٹی' یہ تمہارا سرنگا پٹم والا بھائی لایا اور وہ تمہارے لیے بھی بہت سے زیورات لایا ہے' دیکھو.....!''

''اور میرے لیے کپڑے بھی لایا ہے؟''

''ہاں!''

''ہار بھی؟''

''ہاں! وہ تمہارے لیے کنگن' بالیاں اور انگوٹھیاں بھی لایا ہے''۔

www.magfunpk.com

ثمینہ نے شکایت کے لہجے میں کہا۔ ''لیکن شہباز بھیا میرے لیے کبھی کوئی چیز نہیں لاتے۔ الٹا مجھے ڈانٹا کرتے ہیں۔ اب اگر انہوں نے مجھے کچھ کہا تو میں یہاں نہیں رہوں گی۔'' ''تم کہاں جاؤ گی؟'' بلقیس نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ''میں سرنگا پٹم چلی جاؤں گی۔'' یہ کہتے ہوئے ثمینہ نے موتیوں کا ہار اپنے گلے میں ڈال لیا۔ بلقیس نے کہا ''اگر سرنگا پٹم میں کسی نے ڈانٹ دیا تو؟''

''تو پھر میں وہاں بھی نہیں رہوں گی۔ میں ادھونی والی خالہ کے پاس چلی جاؤں گی۔'' بلقیس نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا ''لیکن اگر انہوں نے نہ آنے دیا تو؟''

''واہ جی وہ کیسے نہیں آنے دیں گے' میں ان کے برتن توڑ ڈالوں گی۔ میں یہ کہوں گی میں چھت پر چڑھ کر چھلانگ لگ دوں گی اور وہ ہاتھ جوڑ کر مجھے رخصت کریں گے۔

www.magfunpk.com

اکبر خان کے بستی میں پہنچنے کے چند گھنٹے بعد مراد علی کے دل سے اجنبیت کا احساس دور ہو چکا تھا۔ وہاں ایسے لوگ موجود تھے۔ جن کے دل پر اس کے باپ کی یاد نقش تھی یہ لوگ اپنے بچوں کو اپنے ماضی کی جو داستانیں سنایا کرتے تھے۔ ان میں روہیلہ سورماؤں کے ساتھ معظم علی کا ذکر بھی آتا تھا۔ اس کی شکل وصورت اور اس کی جرأت ومردانگی ان لوگوں کی کہانیوں اور گیتوں کا مستقل موضوع بن چکی تھی اور جب انہوں نے اکبر خان کی زبانی اس کی شہادت کی خبر سنی تھی تو انہوں نے یہ محسوس کیا تھا کہ ان کا ایک عزیز ترین دوست دنیا سے رخصت ہو گیا ہے۔ ان لوگوں کے لیے معظم علی کے بیٹے کی آمد کوئی معمولی بات نہ تھی۔ جوان، بچے اور بوڑھے مراد علی کے راستے میں آنکھیں بچھاتے تھے۔ وہ گھر سے باہر نکلتا تو عقیدت مندوں کا ایک ہجوم اس کے گرد جمع ہو جاتا۔ جن لوگوں نے اپنی آنکھوں سے اس کے باپ کو دیکھا تھا وہ کہتے تھے اس کی صورت اس کی چال، اس کی گفتگو اپنے باپ جیسی ہے۔

اکبر خان کا بیٹا شہباز خان اس کے ساتھ پہلی ملاقات میں ہی بے تکلف ہو چکا تھا۔ وہ ایک قوی ہیکل اور خوش وضع نوجوان تھا اور سردار کا بیٹا ہونے کے باعث اسے قبیلے کے لوگوں میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ آس پاس کی تمام بستیوں میں وہ ایک بہترین سوار اور نشانہ باز جانا جاتا تھا' لیکن اس کی یہ خوبیاں مراد علی کو متاثر کرنے کے لیے کافی نہ تھیں۔ وہ پہلی ملاقات میں ہی اپنی ذہانت اور تعلیمی قابلیت کا اس پر کوئی اچھا اثر نہ ڈال سکا۔ اس نے مراد علی سے متعارف ہوتے ہی پہلے اسے مکان کے مردانہ حصے میں وہ کمرہ دکھایا جہاں اس نے اپنے شکار کیے ہوئے شیروں اور چیتوں کی کھالیں جمع کر رکھی تھیں۔ پھر اچھی نسل کے گھوڑوں کے متعلق بات چل نکلی اور وہ اسے اپنے اصطبل میں لے گیا لیکن تھوڑی دیر بعد جب گاؤں کے لوگ مراد علی کی طرف متوجہ ہونے لگے تو شہباز کا احساس برتری آہستہ آہستہ کم ہونے لگا۔

اگلے دن مراد علی بستی کی ہر محفل کا موضوع بن چکا تھا۔ عام حالات میں شہباز خان کو اپنے ایک مہمان کی آؤ بھگت پر خوش ہونا چاہیے تھا لیکن اسے اپنی چھوٹی سی سلطنت میں کسی اور بادشاہ کی دخل اندازی پسند نہ تھی۔ ایک اچھا سوار، ایک بہترین نشانہ باز، ایک نڈر شکاری اور ایک کامیاب زمیندار ہونے کے علاوہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا اطمینان یہ تھا کہ قبیلے میں اپنے باپ کے بعد اسے انتہائی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لیکن اب وہ یہ محسوس کر رہا تھا کہ یہ کمسن لڑکا اس بستی میں پاؤں رکھتے ہی ہر محفل کا چراغ بن چکا ہے۔ اسے زیادہ الجھن اس وقت ہوئی جب مراد علی شیخ فخر الدین کے ساتھ میسور، دکن، پونا اور کرناٹک کے سیاسی حالات پر بحث کر رہا تھا اور اس کا باپ بھی انتہائی انہماک سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔